مسلسل اشاعت کے 56 سال

ماہنامہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

لولاک

ملتان

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

شمارہ:۸ جلد:۲۳ اگست 2019 ذوالحج ۱۴۴۰

فلسفہ عیدِ قرباں

حضرت مولانا غلام فرید قیصرانیؒ

حضرت مولانا احمد حسن امروہیؒ اور ردِّ قادیانیت

جناب بھٹو صاحب اور ردِّ قادیانیت

موجودہ حکومت اور قادیانی....
غفلت یا منظم سازش

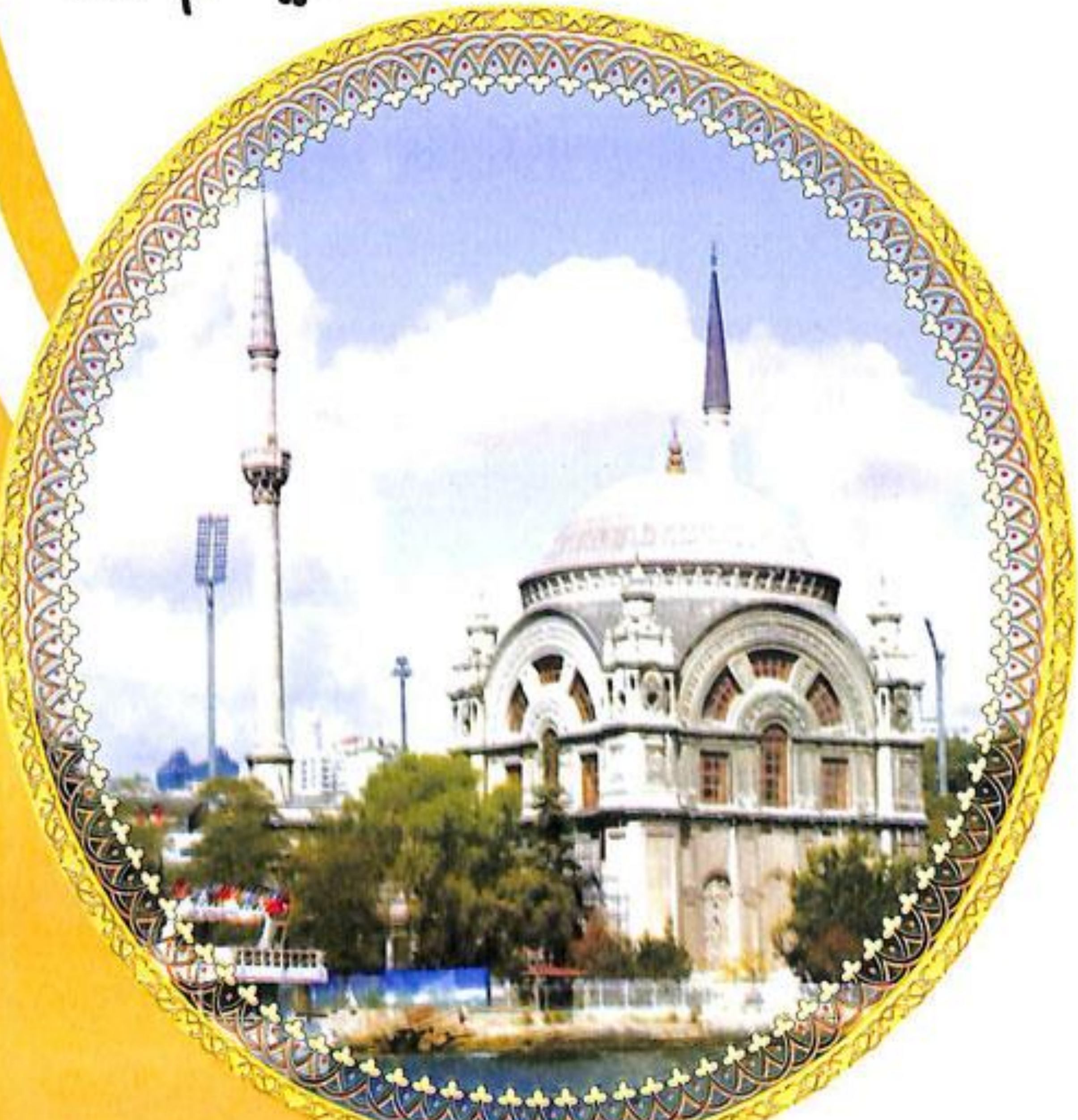

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۸   جلد: ۲۳

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا غلام حسین	مولانا غلام رسول دینپوری
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد حسین ناصر
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا مفتی محمد راشد مدنی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالرزاق	

ناشر: عزیز احمد   مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486, 0300-4304277

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

کلمۃ الیوم

موجودہ حکومت اور قادیانی...... غفلت یا منظم سازش	مولانا اللہ وسایا	03
ملک کے نت نئے گھمبیر مسائل	// //	05
ختم نبوت کانفرنس چناب نگر	// //	06
خدام الدین اور ترجمان اسلام لاہور	// //	06

مقالات ومضامین

نماز (صلوٰۃ)	جناب عبدالرحمٰن	07
فضائل النبی ﷺ از مسلم شریف (قسط نمبر:۳)	مولانا محمد شاہد ندیم	08
فلسفۂ عید قربان	حافظ عبدالماجد انصاری	12
شیخ الاسلام سے عالم برزخ میں مکالمہ	حافظ محمد اسحٰق ملتانی	16
مہمان نوازی	حافظ خلیل الرحمٰن راشدی	22

شخصیات

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ......حیات وخدمات	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	26
آہ! قطب الارشاد گزشت	بدست: سید نفیس الحسینی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	29
جناب الحاج غلام قاسم خان کھیتران رحمۃ اللہ علیہ	مولانا اللہ وسایا	30
حضرت مولانا سید غلام مصطفی شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	// //	31
محقق العصر حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ	// //	35
جناب شیر محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ احمد پور شرقیہ	// //	37
حضرت مولانا غلام فرید قیصرانی رحمۃ اللہ علیہ	// //	38

ردقادیانیت

حضرت مولانا احمد حسن امروہی رحمۃ اللہ علیہ اور رد قادیانیت	مولانا سید انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ	41
جناب بھٹو صاحب اور رد قادیانیت (قسط نمبر:۳)	مولانا اللہ وسایا	43
قادیانی مربیوں کا دجل اور اس کا تحقیقی جواب	مولانا عبدالحکیم نعمانی	47
جناب کرم بخش اعوان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب	ادارہ	50

متفرقات

تبصرہ کتب	مولانا اللہ وسایا	53
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم

موجودہ حکومت اور قادیانی ...... غفلت یا منظم سازش

آج ۸؍جولائی ۲۰۱۹ء کے معاصر اخبار خبریں ملتان کے صفحہ اوّل پر ایک خبر شائع ہوئی ہے۔ پہلے وہ ملاحظہ فرمائیں: ’’پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی غفلت یا منظم سازش...... ۹ رویں جماعت کے مطالعہ پاکستان سے ختم نبوت سے متعلق الفاظ حذف، عبارت تبدیل۔

ملتان (نمائندہ خصوصی) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے ساتویں جماعت کی انگریزی کی کتاب میں مقبوضہ کشمیر کو انڈیا کا حصہ پڑھانے کے بعد نویں جماعت کی مطالعہ پاکستان کی کتاب ۲۰-۲۰۱۹ء کے ایڈیشن میں ختم نبوت سے متعلق الفاظ حذف کر دیئے۔ ۱۹-۲۰۱۸ء میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے نویں جماعت کے مطالعہ پاکستان کی کتاب میں نظریہ پاکستان کی اساس کے سبق میں صفحہ نمبر ۵ پر عقائد و عبادات کے پیرے میں ’’حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول ماننا عقیدۂ رسالت کا لازمی جزو ہے۔‘‘ لکھا تھا جب کہ اب پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے نویں جماعت کی مطالعہ پاکستان کی کتاب کے ۲۰-۲۰۱۹ء کے ایڈیشن میں ’’حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول ماننا عقیدہ رسالت کا لازمی جزو ہے۔‘‘ ختم کر کے ’’اسوۂ رسول ﷺ کو سرچشمہ ہدایت ماننا عقیدہ رسالت کا لازمی تقاضا ہے۔‘‘ میں تبدیل کر دیا ہے۔ اسلام اور اسلامی تعلیمات کے حوالے سے حضور اکرم ﷺ کو آخری رسول ماننا عقیدہ رسالت کا لازمی جزو ہے۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے ساتویں کی انگریزی کی کتاب میں مقبوضہ کشمیر کو انڈیا کا حصہ قرار دے دیا تھا۔ جس پر ’’خبریں‘‘ نے نشاندہی کی تھی کہ ۲۰-۲۰۱۹ء سیشن میں مقبوضہ کشمیر کو انڈین حصہ تسلیم کیا جا چکا ہے اور لاکھوں طلباء کے ذہن کو گمراہ کر چکا ہے۔ حیران کن امر یہ ہے کہ نہ ہی ان کتابوں کو بین کیا گیا ہے اور نہ ہی واپس طلب کی گئی ہیں اور ایڈیشن میں تبدیلی کرنے والے متعلقہ افسران کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے۔ جب کہ اب نویں جماعت کی مطالعہ پاکستان میں ختم نبوت کے حوالے سے الفاظ تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی طرف سے شائع ہونے والی کتابیں نہ صرف پنجاب بھر کے سرکاری سکولوں میں بلکہ پرائیویٹ سکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ سرکاری سکولوں اور پرائیویٹ سکولوں میں پڑھنے والے بچے ایک سال سبق میں کچھ پڑھتے ہیں تو دوسرے سال اسی سبق میں ایک لائن یا دو سے تین الفاظ تبدیل کر کے اس کا مطلب اور متن بھی تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ جس سے طلباء و طالبات کے ذہن خراب ہو رہے ہیں۔

حکومت کو چاہئے کہ اس طرح اچانک تبدیلی کے بارے میں تحقیقات کریں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔“

توحید، رسالت، قیامت، تقدیر، بعث بعد الموت کے عقائد کی طرح عقیدۂ ختم نبوت پر بھی ایمان ویقین کے بغیر آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ہمارے اس خطہ میں انگریز کے زمانہ میں ملعون قادیان نے تحریف وتلبیس کی قینچی سے عقیدۂ ختم نبوت کو ٹکڑے ٹکڑے بلکہ تار تار کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ انگریز کے ایماء وسرپرستی میں اس حد تک اپنے کفر میں جری ہوا کہ اس نے دعویٰ نبوت کی جرأت کافرانہ کر ڈالی۔ اس وقت کی تمام دینی قیادت سے لے کر مؤسس پاکستان علامہ اقبال مرحوم تک سبھی نے قادیانیت کے بے لگام گھوڑے کو قابو کرنے کے جتن کئے۔ قیام پاکستان کے بعد یہاں پر تحریکیں چلیں اور پھر قومی اسمبلی نے آئینی ترمیم کے ذریعہ عقیدۂ ختم نبوت کو آئین میں تحفظ فراہم کیا اور قادیانیوں کو آئین میں مسلمانوں سے علیحدہ غیرمسلم اقلیت تسلیم کیا گیا۔ پاکستان ایک اسلامی اسٹیٹ ہے۔ اسٹیٹ کا اسلامیان وطن کو اسلامی ماحول مہیا کرنا اس کے فرائض منصبی میں شامل ہے اور یہ بات آئین میں بھی درج ہے۔ ان تمام تر باتوں کے باوجود نویں جماعت کے مطالعہ پاکستان کی نصابی کتاب پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی شائع شدہ میں جہاں پاکستان کی اساس کے سبق اور عقائد وعبادات کے پیرے میں ”حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول ماننا عقیدہ رسالت کا لازمی جزو ہے۔“ اس پیرے کی عبارت کو یوں تبدیل کر دیا گیا۔ ”اسوہ رسول کو سرچشمہ ہدایت ماننا عقیدہ رسالت کا لازمی تقاضہ ہے۔“ یہ تبدیلی بلاوجہ نہیں۔ یہ تبدیلی حکومتی پالیسی کا حصہ نہیں تو محکمہ تعلیم میں قادیانی مہروں کی چابک دستی کا کرشمہ ضرور ہے۔ اس سے قبل کشمیر کو انڈیا کا حصہ ہمارے نصاب کی کتابوں میں قرار دیا گیا۔ ان دونوں باتوں کے ڈانڈے قادیانی ذہنیت سے ملتے ہیں۔ قادیانیوں نے گورداسپور کو ہندوستان میں شامل کرا کر ہندوستان کو کشمیر جانے کا واحد راستہ مہیا کیا۔ قادیانی قیادت نے تقسیم کو عارضی قرردے کر اکھنڈ بھارت بنانے کا پرچار کیا۔ یہ کوئی سیاسی بات نہ تھی قادیانی جماعت کے نام نہاد خلیفہ مرزا محمود کا یہ اعلان قادیانی جماعت کے ایمان وعقیدہ کا حصہ ہے۔ اسلامیان وطن! ملک پر کیا وقت آیا ہے کہ پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کو قادیانی کھوکھلا نہیں بلکہ ملیامیٹ کر رہے ہیں اور حکومت وقت خاموش ہے۔ آخر یہ سب کچھ بلاوجہ نہیں۔ کشمیر کے موقف پر پاکستان کی نفی پر ساتویں جماعت کی کتاب پر پابندی نہ لگائی گئی۔ نہ ہی اس تبدیلی کے مرتکب کو سزا دی گئی۔ وہ اتنے جری ہوگئے کہ اب عقیدۂ ختم نبوت پر انہوں نے کلہاڑا چلادیا۔ موجودہ حکومت مہنگائی کے ذریعہ اس ملک کے عوام کو موت کے منہ میں جہاں دھکیل رہی ہے وہاں اس ملک کے نوجوانوں کے رحمت عالم ﷺ سے ایمانی تعلق کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ کہاں ہیں ہمارے پنجاب کے وزیر تعلیم؟ کہاں ہیں سیکرٹری تعلیم کہ ان کے سایہ تلے ملک کے اساس ونظریات پر حملہ ہوا ہے؟ نہ ہی حکومت نے ذمہ دار کو سزاوار عبرت بنایا نہ کتابوں کو واپس لیا۔ اے

اسلامیان! سوچئے کہ ملک کے مستقبل کو کس طرح داؤ پر لگایا جارہا ہے۔ تف پر تو چرخ گردون تف۔ یقین فرمایئے کہ ہم اس ایشو کو دبنے اور ہضم کرنے نہیں دیں گے۔ حکومت، اسلامیان وطن کے ردعمل سے قبل اس کی ایسی تلافی کرے جو سب کو نظر آئے اور سب کے اطمینان کا باعث ہو۔

اس کے ساتھ ہی قادیانیوں سے گزارش ہے کہ وہ عقل کے ناخن لیں۔ اس قسم کی حرکتیں کر کے غضب الٰہی کو دعوت نہ دیں۔ ورنہ اس کے ردعمل میں ان کو چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ حکومت اور قادیانی سوچیں اور بار بار سوچیں کہ اس میں ان کا بھلا ہے۔

ملک کے نت نئے گھمبیر مسائل

آج ۷؍جولائی ۲۰۱۹ء ہے۔ ماہ جون میں قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کی دعوت وصدارت میں اپوزیشن کی تمام جماعتوں کا سربراہی اجلاس منعقد ہوا۔ جناب شاہد خاقان عباسی، جناب یوسف رضا گیلانی دو سابق وزرائے اعظم، سابق وزیر داخلہ احسن اقبال، جناب بلاول بھٹو زرداری، جناب شہباز شریف وجناب اکرم خان درانی دو سابق وزرائے اعلیٰ، جناب محمود خان اچکزئی، محترمہ مریم نواز، جناب اسفند یار خان ولی سمیت ملک کی چوٹی کی سیاسی قیادت نے شرکت کی۔ ۲۵؍جولائی ۲۰۱۸ء کو ملک کے انتخابات کے نتیجہ میں ریکارڈ دھاندلی کے خلاف ۲۵؍جولائی ۲۰۱۹ء کو یوم احتجاج منانے کا اعلان کیا گیا۔

اس اے. پی. سی کے اجلاس میں تمام جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل رہبر کمیٹی قائم کی گئی۔ ۱۱؍جولائی ۲۰۱۹ء کو سینٹ کے چیئرمین کے خلاف عدم اعتماد لایا جارہا ہے۔ گزشتہ کل یعنی ۶؍جولائی کو محترم جناب شہباز شریف وجناب شاہد خاقان عباسی کی موجودگی میں محترمہ مریم نواز نے پریس کانفرنس کے دوران جناب نواز شریف کو سزا دینے والے جج ارشد ملک کی ویڈیو کیسٹ سنائی جو ناصر بٹ مسلم لیگ کے رکن کی مہیا کردہ ہے۔ جج صاحب نے کیس میں مقتدر قوتوں کی مداخلت اور دباؤ کا الزام لگایا ہے۔ اس اپنے فیصلہ کو اپنے ضمیر پر دباؤ کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ جس میں راتوں کی نیند کے عنقاء ہونے کا اعتراف ہے۔ اپوزیشن اس ریکارڈنگ کو مقتدر قوتوں کے لئے جائے شرم قرار دے رہی ہے۔ حکومت اسے فراڈ سے تعبیر کر رہی ہے۔ ملک عزیز کے سابق صدر جناب زرداری صاحب گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ جناب اسحٰق ڈار کو لندن سے بذریعہ پولیس ملک لانے کی جناب شیخ رشید صاحب نوید سنا رہے ہیں۔

حالیہ بجٹ کے نتیجہ میں تاجران نے ۱۳؍جولائی کو شٹر ڈاؤن کی کال دے رکھی ہے۔ پورے ملک کے عوام مہنگائی کے طوفان سے کپکپا رہے ہیں۔ کالے دھن کو سفید کرنے کی حکومتی ڈیڈلائن ختم ہوچکی ہے۔ اب بے نامی جائیدادوں اور بینک کے بے نامی کھاتوں کو منجمد کرنے کا بگل بجادیا گیا ہے۔ جناب رانا ثناء اللہ صاحب کو منشیات رکھنے کے پرچہ میں قید کر لیا گیا ہے۔ قارئین کرام! کو شاید یاد ہو کہ محترم ذوالفقار علی بھٹو

صاحب کے زمانہ اقتدار میں جناب نوابزادہ نصراللہ خان مرحوم پر بھینس کی چوری کا مقدمہ درج ہوا تھا۔ حکمران ہی نہیں، چہرے بھی بدل گئے۔ مگر کرتوت نہ بدلے، وہی چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی سواب بھی ہے۔ اس غوغا آرائی میں کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی۔ موجودہ حکمرانوں کے نمائندگان پر کھلم کھلا نئی ملازمتوں کو بیچنے کا نرخ نامہ زیر بحث ہے۔ وقف کی املاک اور متروکہ املاک کو تلاش کر کے عوام کے نمائندے لیز لینے دینے کے کاروبار کو بڑی بے باکی سے سرفراز فرمارہے ہیں۔

آئے روز کوئی اخبار ایسا نہیں جس میں قتل، اغواء، ڈاکہ زنی، خودسوزی، بدکاری کی خبریں نہ ہوں۔ یوں محسوس ہوتا کہ حکمرانوں کی عقل جنگل میں گھاس چرنے گئی ہے۔ پورے ملک کا نظام عقل وخرد سے خالی نظر آتا ہے۔ دانش وبینش، سوچ وبچار کو دیس نکالا دے دیا گیا ہے۔ حکمران ستائش باہمی کے ممبر نہیں بلکہ چیئرمین یا کپتان بن گئے ہیں۔ حیاء وشرم کی جگہ رقص عریاں نے سنبھال لی ہے۔ حکمرانوں کی زبان مبارک سب مخالفین کو چور، ڈاکو، لٹیرے کے نت نئے خطابات الاٹ کر رہی ہے۔ چہار سو عالم عدل وانصاف، ہمدردی واخلاق کا جنازہ نکال دیا گیا ہے۔ آج ۷؍جولائی ہے۔ آج بعد از مغرب سکھر مدرسہ حمادیہ منزل گاہ میں جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی انتخابات ہو رہے ہیں۔ اس نقارہ خانہ میں حق وصداقت کی یہ کرن بسا غنیمت ہے۔ آئندہ شمارہ آنے تک بہت سارے مسائل کی بدلتی صورتیں ظہور پذیر ہوں گی۔ انتظار فرمایئے۔

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر ۲۴،۲۵؍اکتوبر ۲۰۱۹ء بروز جمعرات وجمعہ حسب سابق منعقد ہوگی۔ بہار ہو کہ خزاں مجھے حکم ہے اذان لا الہ اللہ۔ آپ اس کانفرنس کی تیاری کے لئے فکر فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔ آمین!

خدام الدین اور ترجمان اسلام لاہور

مطلوب شمارہ جات کی گزشتہ اشاعت میں ایک فہرست دی تھی۔ اللہ رب العزت نے کرم کیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان کی ختم نبوت لائبریری، جامعہ ختم نبوت چناب نگر کی بخاری لائبریری اور سکین کر کے ویب سائٹ پر ڈالنے کے لئے بغیر جلد کے ان رسالوں کی فائل کی تکمیل کے لئے تین فائلوں کو مکمل کرنے کا ٹارگٹ مقرر کیا گیا تھا۔ الحمدللہ! ملک بھر سے بہت سارے دوستوں نے توجہ فرمائی۔ تینوں فائلوں کی تکمیل کا مرحلہ مکمل ہونے کو ہے۔ اب بھی دوستوں کو اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ فائلوں کی تکمیل اتنا مشکل مرحلہ ہے کہ اگر سال کا ایک شمارہ کم ہو تو بھی فائل نامکمل شمار ہوتی ہے۔ دوستوں سے تعاون کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو شاید اگلے شمارہ میں اس کام کی کشتی کو کنارہ لگنے کی خوشخبری آپ سنیں گے۔ (تفصیلات اگلے شمارہ میں)

نماز (صلوٰۃ)

جناب عبدالرحمٰن

"قال رسول اللہ ﷺ: بین العبد وبین الکفر ترک الصلوٰۃ"

بندے اور کفر کے درمیان حد فاصل نماز ہے

نماز توحید بھی ہے رسالت بھی ہے ۔ یہ عدل بھی ہے عدالت بھی ہے
یہ عطاء بھی ہے دعا بھی ہے ۔ یہ دوا بھی ہے شفاء بھی ہے
یہ فوز بھی ہے فلاح بھی ہے ۔ یہ فکر بھی ہے اصلاح بھی ہے
یہ ہدایت بھی ہے نور بھی ہے ۔ یہ خشوع بھی ہے سرور بھی ہے
یہ دین بھی ہے ستون بھی ہے ۔ یہ راحت بھی ہے سکون بھی ہے
یہ ٹھنڈک بھی ہے معراج بھی ہے ۔ یہ منیر بھی ہے سراج بھی ہے
یہ حمد بھی ہے مناجات بھی ہے ۔ یہ تحفہ بھی ہے نجات بھی ہے
یہ روشنی بھی ہے فرقان بھی ہے ۔ یہ روح بھی ہے ایمان بھی ہے
یہ سیرت بھی ہے قرآن بھی ہے ۔ یہ بصیرت بھی ہے پہچان بھی ہے
یہ ہادی بھی ہے برہان بھی ہے ۔ یہ اسوہ بھی ہے ذیشان بھی ہے
یہ دعوت بھی ہے فرمان بھی ہے ۔ یہ عمل بھی ہے ایقان بھی ہے
یہ حضوری بھی ہے فرضیت بھی ہے ۔ یہ عاجزی بھی ہے عبدیت بھی ہے
یہ صدق بھی ہے صفاء بھی ہے ۔ یہ عہد بھی ہے ایفاء بھی ہے
یہ کلام بھی ہے القاء بھی ہے ۔ یہ قرب بھی ہے بقاء بھی ہے

فضائل النبی ﷺ از مسلم شریف

قسط نمبر:3 مولانا محمد شاہد ندیم

نبی کریم ﷺ کی شجاعت کے بیان میں

۲۲...... حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور تمام لوگوں سے زیادہ سخی اور بہادر تھے۔ایک رات مدینہ منورہ والے گھبرا گئے اور لوگ آواز کی طرف چل پڑے۔آپ ﷺ ان کو واپس آتے ہوئے ملے۔آپ ﷺ سب سے پہلے آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے اور آپ ﷺ حضرت ابوطلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے۔آپ ﷺ کی گردن مبارک میں تلوار تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گھبراؤ مت! گھبراؤ مت! فرمایا: ہم نے گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز پایا۔حالانکہ گھوڑا پہلے سست تھا۔”قال وجدنا بحرا اوانه لبحر قال وکان فرسا یبطا“

۲۳...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ مدینہ شریف میں گھبراہٹ سی پیدا ہوگئی تو نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوطلحہؓ کا گھوڑا مستعار لیا جسے مندوب کہا جاتا تھا۔آپ ﷺ اس گھوڑے پر سوار ہوئے۔فرمایا: ہم نے کوئی گھبراہٹ نہیں دیکھی اور ہم نے گھوڑے کو سمندر کی طرح پایا۔

حضور ﷺ کی سخاوت کے بیان میں

۲۴...... حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے بھلائی کے عطاء کرنے میں۔تمام اوقات سے زیادہ رمضان میں آپ ﷺ کی سخاوت ہوتی تھی۔حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان پورے ہونے تک ملاقات کو آتے۔رسول اللہ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو قرآن مجید سناتے تھے۔جب حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہو جاتی تو آپ ﷺ چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔”کان رسول اللہ ﷺ اجود بالخیر من الریح المرسله“

آپ ﷺ کے اخلاق کے بیان میں

۲۵...... حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی۔آپ ﷺ نے کبھی مجھے اف تک نہیں فرمایا اور نہ ہی کبھی یہ فرمایا کہ تو نے اس طرح کیوں کیا اور اس طرح کیوں نہیں کیا۔ (مسلم شریف ج۲ص۲۵۳)

۲۶...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت ابوطلحہؓ میرا ہاتھ پکڑ کر حضور ﷺ کے پاس لے گئے اور فرمایا: یارسول اللہ! بے شک انس عقل مند بچہ ہے۔ یہ آپ کی خدمت کیا کرے گا۔ پس میں نے آپ ﷺ کی خدمت کی، سفر میں حضر میں۔ (ایضاً)

۲۷...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم میں نہیں جاؤں گا اور میرے دل میں یہ بات تھی میں جاؤں گا تو میں نکلا۔ حتیٰ کہ میں بچوں کے پاس سے گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے۔ اچانک آپ ﷺ نے آ کر پیچھے سے میری گدی پکڑ لی۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے اور فرمایا: اے چھوٹے انس! کیا وہاں گیا تھا جہاں کا میں نے کہا تھا؟ میں نے کہا جی ہاں یارسول اللہ! جا رہا ہوں۔

(مسلم شریف ج۲ ص۲۵۳)

رسول اللہ ﷺ کی سخاوت کے بیان میں

۲۸...... حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی چیز کے مانگنے کے جواب میں ''لا'' نہیں فرمایا۔

۲۹...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے پر رسول اللہ ﷺ سے جو چیز بھی مانگی گئی آپ ﷺ نے وہ چیز عطاء فرمادی۔ ایک آدمی آیا۔ آپ ﷺ نے اس کو دو پہاڑوں کے درمیان بکریاں عطاء فرمائیں۔ (یعنی کثیر) وہ اپنی قوم کے پاس آیا۔ آ کر کہا اسلام لے آؤ۔ کیونکہ محمد ﷺ اتنا دیتے ہیں کہ فاقہ کا خوف نہیں رہتا: ''یا قوم اسلموا فان محمداً لیعطی عطاء ما یخاف الفقر''

(مسلم شریف ج۲ ص۲۵۳)

۳۰...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں: ایک آدمی صرف دنیا چاہتے ہوئے اسلام لاتا۔ لیکن مسلمان ہونے کے بعد اس کو اسلام دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔

۳۱...... حضرت ابن شہابؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے غزوہ کے بعد مسلمانوں کو لے کر حنین کی طرف نکلے۔ قتال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ اس پر آپ ﷺ نے صفوان بن امیہ کو سو اونٹ دیئے۔ حضرت ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے سعید بن مسیبؒ نے بیان کیا کہ صفوان کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطاء فرمایا جتنا عطاء فرماتا تھا۔ پہلے آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ مجھے مبغوض تھے اور آپ ﷺ مجھے دیتے ہی رہے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ (مسلم شریف ج۲ ص۲۵۵)

۳۲…… حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ہمارے پاس بحرین کا مال آیا تو تجھے اس قدر اور اس قدر اور اس قدر دوں گا اور اشارہ فرمارہے تھے دونوں ہاتھوں سے تو بحرین کے مال کے آنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کی رحلت ہوگئی تو حضرت جابرؓ، حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے تو حضرت ابوبکرؓ نے ایک اعلان کرنے والے کو حکم فرمایا کہ اعلان کردو کہ جس کے لئے نبی کریم ﷺ نے کوئی وعدہ کیا ہو یا جس کا کوئی قرض ہو تو وہ آجائے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: میں کھڑا ہوگیا اور حوالہ دیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ایک لپ بھر کر مجھے دیا اور فرمایا اس کو شمار کرو۔ میں نے شمار کیا تو وہ پانچ سو نکلے تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اس کے دو مثل اور لے لو:

''خذ مثلیھا''(پانچ سو درہم یعنی ایک سو اکتیس تولہ چاندی)

۳۳…… حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات مبارکہ ہوگئی تو حضرت ابوبکرؓ کے پاس علاء بن الحضرمی کی طرف سے مال آیا…………الخ! (ایضاً)

نبی کریم ﷺ کی بچوں اور عیال پر شفقت اور تواضع اور اس کے فضائل

۳۴…… حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات میرے ہاں ایک بچے کی پیدائش ہوئی۔ میں نے اس کا نام اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا پھر آپ ﷺ نے وہ لڑکا ام سیف کو دے دیا جو کہ ایک لوہار کی بیوی تھی اور اس لوہار کو ابوسیف کہا جاتا تھا۔ (ایک دن) آپ ﷺ ابوسیف کی طرف چلے اور میں بھی پیچھے پیچھے آیا۔ پس ہم ابوسیف کے پاس پہنچ گئے تو وہ لوہے کی بھٹی دھونک رہے تھے اور گھر دھوئیں سے بھرا ہوا تھا۔ میں جلدی رسول اللہ ﷺ سے آگے جاکر اس کو کہا یا ابا سیف! رک جا آپ ﷺ تشریف لائے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے بچے کو منگوایا اور سینے سے چمٹا لیا اور کچھ فرمایا: جو اللہ نے چاہا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے بچے کو دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دم توڑ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں مبارک سے آنسو جاری ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: آنکھیں اشک آلود ہیں اور دل غمگین ہے۔ ہم نہیں کہتے مگر وہی بات، جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ اللہ کی قسم! اے ابراہیم! ہم تیری وجہ سے غمزدہ ہیں۔'' واللہ یا ابراھیم انا بک لمحزنون'' (مسلم شریف ج۲ص۲۵۴)

۳۵…… حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: میں نے بال بچوں پر اتنی شفقت کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا جتنی کہ رسول اللہ ﷺ بچوں پر فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم حوالی مدینہ میں دودھ پیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ وہاں چلے جایا کرتے تھے اور ہم بھی ساتھ ہوتے تھے۔ آپ ﷺ گھر میں ہوتے تو وہاں دھواں ہوتا کیونکہ دائیہ کا خاوند لوہار تھا تو آپ ﷺ اپنے بچے کو لیتے بوسے دیتے اور واپس تشریف لے

آتے۔ حضرت عمرو کہتے ہیں جب ابراہیم انتقال کر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم میرا بیٹا تھا اور وہ رضاعت کی ہی حالت میں انتقال کر گیا ہے۔ اب اس کے لئے دو دائیاں ہیں جو اسے جنت میں مدت رضاعت تک دودھ پلائیں گے۔ ’’وان له لظئرين تكملان رضاعه فى الجنة‘‘

(مسلم شریف ج۲ص۲۵۴)

۳۶....... حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ کچھ دیہاتی لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا آپ لوگ اپنے بچوں سے پیار کرتے ہو۔ آپ ﷺ اور اصحابؓ نے فرمایا: جی ہاں! تو وہ کہنے لگے۔ اللہ کی قسم ہم لوگ تو بچوں سے پیار نہیں کرتے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تم سے رحمت کو کھینچ لیا ہے تو میں کون سا مالک ہوں۔ ’’او املک ان کان الله ونزع منكم الرحمة‘‘

۳۷....... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابسؓ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ حضرت حسنؓ سے پیار کر رہے تھے۔ اقرعؓ کہنے لگے میرے تو دس بیٹے ہیں۔ میں نے تو کسی کو پیار نہیں کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ’’من لا يرحم لا يرحم‘‘

(مسلم شریف ج۲ص۲۵۴)

رسول اللہ ﷺ کی کثرت حیاء کے بیان میں

۳۸....... حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم وحیاء والے تھے جو کہ باپردہ ہو اور جب آپ ﷺ کسی چیز کو ناپسند سمجھتے تھے تو ہم اس ناپسندیدگی کو آپ ﷺ کے چہرہ اقدس سے پہچان جاتے تھے۔ وكان اذا كره شيئا عرفناه فى وجهه!

۳۹....... حضرت مسروقؓ سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت امیر معاویہؓ کوفہ کی طرف تشریف لے گئے تو ہم حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پاس گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ آپ ﷺ نہ تو فحش گو تھے اور نہ فحش گوئی پسند فرماتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔ ان من خياركم احسانكم اخلاقاً!

۴۰....... حضرت سماک بن حربؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں بہت زیادہ۔ آپ ﷺ صبح کی نماز جس جگہ ادا فرماتے تھے تو وہاں سے سورج نکلنے تک نہ اٹھتے اور جب سورج نکل آتا تو آپ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوتے اور صحابہ کرامؓ باتوں میں لگے ہوتے اور زمانہ جاہلیت کا تذکرہ کرتے اور ہنس رہے ہوتے تھے تو رسول اللہ ﷺ مسکراتے تھے۔ ويتبسم ﷺ!

فلسفۂ عید قربان

حافظ عبدالماجد انصاری

اللہ اللہ دو مہینے دس دن کی مدت بھی کوئی مدت ہے۔ بات کہئے کٹ گئی اور شوال کی پہلی کی یاد ابھی مٹنے نہ پائی تھی کہ ذی الحجہ کی دسویں آ گئی۔ وہ مسلمان کی پہلی سالانہ عید تھی۔ یہ دوسری اور آخری۔ وہ عید الفطر تھی۔ یہ عید قربان یا عیدالاضحیٰ۔ وہ عید میٹھی تھی۔ آج کی عید نمکین۔ وہ جشن تھا اس کا کہ طاعت اور ضبط نفس کے پورے دن ختم ہوئے اور نزول قرآن کی یادگار مہینے بھر منائی جاتی رہی۔ آج خوشی اس کی ہے کہ نصیبے والے عین مرکز اسلام میں کعبۃ اللہ کے گرد چکر پر چکر کاٹ رہے ہے، طواف وزیارت کی دولتوں سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ پروانے شمع پر نثار ہو رہے ہیں۔ مکہ کی گلیوں میں مکانوں میں، دوکانوں میں، مسجد حرام کے صحن میں، دالانوں میں، حاجیوں کا زائروں کا ہجوم، منیٰ کے میدانوں، خیموں میں، مکانوں میں قربانی کی دھوم یا پورے کا پورا عشرہ چاند کی پہلی سے دسویں تک وقف خیر و برکت کے لئے نزول رحمت کے لئے۔ جس نیکی کی بھی توفیق پا جائے۔ ہمیشہ بندہ معمول سے بڑھ کر ثواب لائے۔ خود حاجی ہونا الگ رہا حاجیوں کی نقل تک باعث اجر، ان کی طرح بال بڑھوایئے۔ ناخن نہ ترشوایئے۔ اس کا بھی اجر پایئے۔

”لبیک اللّٰھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک“ تاریخ کی زبان سے روایت یہ سننے میں آئی ہے کہ آج سے کچھ اوپر پانچ ہزار سال قبل کلدانیہ کے ملک میں بت پرستوں کی قوم بت تراشوں کے گھرانے میں ایک مقبول اور بہت مقبول برگزیدہ اور نہایت برگزیدہ انسان ابراہیم نامی آباد تھے۔

یہ کلدانیہ وہی ہے جسے انگریز کالڈیا کہتے ہیں یا آج جغرافیائی اصطلاح میں عراق، بندہ کے امتحانات طرح طرح کے مالک کی طرف سے ہوئے اور ابراہیم ہر آزمائش میں پورے اترے۔ آخر اللہ کے پیغمبر ہی تھے۔ کچھ روز بعد حکم ہجرت کا ملا۔ سرزمین شام پہنچے اور پھر مصر سے ہوتے ہوئے حجاز کی خشک اور پتھریلی وادی میں آئے۔ علاقہ ویران، پانی کا نام نہ نشان، سبزہ کی جگہ ہر طرف ریگستان، نیچے تپتی ہوئی زمین اوپر دہکتا ہوا آسمان۔ حکم ملا کہ یہیں ایک گھر بناؤ۔ اسی مٹی اور پتھر کا، لیکن اپنے لئے نہیں، ہماری عبادت کے لئے اور ہاں ذرا یہ کرنا کہ اسے منسوب ہماری جانب کر دینا۔ ہم گھر اور در کی قید سے ماوراء۔ مکان اور چھت کی نسبت سے بھی برتر و اعلیٰ ذرا اسی گھر کے ساتھ ہمارا نام ڈال تو دو اور ہماری ہی بسائی ہوئی دنیا کو آواز دے دو کہ اس گھر کی طرف آ جایا کرو۔

”واذن فی الناس بالحج“ فرمانبردار بندہ نے پکار کر دی اور اس وقت پکار کی جب نہ تار تھا

نہ ٹیلی فون، نہ وائرلیس، نہ لاؤڈ اسپیکر، نہ لوگ نشریات براڈ کاسٹنگ کے قانون سے واقف تھے۔ نہ گھر گھر ریڈیو لگے ہوئے تھے۔ ابراہیم کی پکار خدا معلوم کس لاہوتی میٹر پر اور کس ملکوتی (Wave Length) سے نشر ہوئی کہ آج تک اس کی تھرتھراہٹ کائنات میں آپ سن رہے ہیں۔

حج کی تاریخ میں ابھی ہفتوں کا نہیں مہینوں کا زمانہ باقی ہے کہ دربار کی حاضری کی تیاریاں شروع ہوگئیں اور لوگ اپنے اپنے گھروں سے چل کھڑے ہوئے۔ اپنے مالک ومولیٰ کے متوالے دنیا کے گوشے گوشے سے۔ روئے زمین کے چپے چپے سے، کوئی کابل سے، کوئی قندھار سے، کوئی دکن سے، کوئی ملابار سے، کوئی چین سے، کوئی جاپان سے، کوئی مصر سے، کوئی ایران سے، کوئی عراق سے، کوئی بخارا سے، کوئی پاکستان سے، کوئی ہندوستان سے، کوئی سیلون سے، کوئی جاوا سے، کوئی افریقہ کے ویرانے سے، کوئی یورپ کے نشاط خانے سے۔ غرض خلقت ہے کہ چہار طرف سے امڈی چلی آرہی ہے۔ ”یـاتـیـن مـن کـل فـج عـمـیق“ کوئی ریل سے، کوئی جہاز سے، کوئی موٹر پر کوئی لاری پر، کوئی پیدل، کوئی سواری پر، کوئی غریب اپنی ہی کمر کسے ہوئے اور کوئی صاحب اونٹ پیٹھ پر لدے ہوئے۔ کعبہ اسلام کا جغرافیائی مرکز ہے۔ مرکز کا تعلق محیط کے گوشہ گوشہ سے، دائرہ کے نقطہ نقطہ سے، دانا وبینا سے جوڑنے والے نے یوں جوڑا کہ ہر صاحب حیثیت پر عمر بھر میں کم از کم ایک مرتبہ حج فرض کردیا۔ حج اسلام کا رکن اعظم ہے۔

۹؍ذی الحجہ کو میدان عرفات میں حاضری، سو وہ کل ہوگئی۔ اب آج کا دن ہے اس سعادت کی خوشی منانے کا دن، کلمہ گو جہاں کہیں بھی آباد ہیں۔ آج جشن منائیں گے لیکن اس مسرت کی وجہ سے غفلت میں دن چڑھے تک خراٹے لینے کی بجائے آج معمول سے اور سویرے اٹھیں گے۔ غسل کریں گے۔ بشاش چہروں کے ساتھ عیدگاہ روانہ ہوں گے اور واپس آئیں گے تو ان میں جو صاحب حیثیت ہیں وہ اچھے اور پاک اور صحیح تندرست جانوروں کی قربانی کا تحفہ اپنے پروردگار کے حضور میں پیش کریں گے۔ خود اپنی طرف سے، اپنے عزیزوں کی طرف سے اور جب کھانے کا وقت آئے گا تو تنہا نہیں کھائیں گے بلکہ پہلے ایک تہائی محتاجوں، مسکینوں، مفلسوں کی نذر کریں گے۔ ایک تہائی دوست احباب کی خدمت میں پیش کریں گے۔ جب کہیں ایک تہائی اپنے لئے رکھیں گے۔ عیدالفطر کے دن تاکید تھی کہ کوئی شخص فاقہ سے نہ رہ جائے۔ عید قربان کے دن ترغیب ہے کہ غریب سے غریب بھائی کی زبان کو بھی کھانے پینے کی لذت کا کچھ تو مزہ آئے۔ عید الفطر سالگرہ تھی نزول قرآن کی۔ عید قربان سالگرہ ہے، بنیاد کعبہ کی۔ ابراہیم علیہ السلام موحد تھے۔ موحدوں کے سردار، توحید ہی کے جرم میں آگ میں جھونکے گئے۔ ملک سے نکالے گئے تھے۔ حق تھا کہ ان کی قائم کی ہوئی یادگار کے سلسلے میں توحید ہی کا رنگ ہر رنگ پر غالب ہو اور سب سے نمایاں، آج آفتاب بلند ہوا کہ لوگ لگے عیدگاہ کی طرف چلنے، ہر طرف سے رب کی بڑائی کے نعرے بلند ہونے لگے۔ سینوں کے اندر توحید کے

ولولے، زبانوں پر توحید کے زمزمے، کیا خوب ظاہر ہے کیا خوب باطن، کیا خوب قال اور کیا خوب حال۔

عید فطر کے دن یاد ہوگا کہ تکبیریں صرف نماز کے ساتھ تھیں اور آمد ورفت کے راستے میں، بقرعید کے موقع پر ایک نماز، ایک وقت بلکہ ایک دن بھی اس جوش کے اظہار کے لئے کافی نہیں۔ اب کی تکبیر شروع ہوگئیں نو تاریخ کی فجر ہی سے اور جاری رہے گی۔ ہر نماز کے ساتھ ابھی تین دن اور یعنی ۱۳ کی عصر تک مرکز تک (کعبہ) میں آج مسلمان چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے پکارے گا۔

''لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک'' حاضر ہے اے میرے رب مالک ومولیٰ یہ غلام حاضر ہے۔ یہ شہادت دیتا ہوا حاضر ہے کہ حضور والا! ہر قسم کی شرکت سے ماورا اور برتر ہے۔ حاضر ہے۔ یہ آداب حاضری دینے والوں کے ہوئے، مرکز سے دور باہر والے ۹ سے ۱۳ کی سہ پہر تک ساڑھے چار دن تک ہر نماز کے بعد پکاریں گے۔''اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد'' بڑائی تو آپ میں ہے۔ صرف آپ میں ہے۔ ہمارے ہر شکر کی مخاطب آپ ہی کی ذات، ہماری ہر مدح وثناء کے سزاوار آپ ہی کے کمالات۔

مسلمان قربانی کے لئے تیاری دنوں سے نہیں ہفتوں، مہینوں سے پیشتر کرے گا۔ پاک صاف جانور، اچھا تندرست، بے عیب، دیکھ کر خریدے گا، پالے گا، کھلائے گا، پلائے گا۔ اپنے سے خوب ہلائے گا اور جب اس سے تعلق انس ونسبت کا، رحمت وشفقت کا قائم ہوجائے گا تو اپنے اور اس کے دونوں کے مالک کے حکم سے اس کے حلق پر اپنے ہاتھ سے چھری چلائے گا۔ پالے ہوئے جانور کو پیار کی نگاہوں سے دیکھے گا۔ آخر وقت تک کھلائے پلائے گا۔ لیکن جب حکم کی تعمیل میں زمین پر لٹائے گا تو قبلہ رخ منہ اس طرف کر کے جس طرف وہ خود دن رات میں خدا معلوم کتنی بار جھکتا ہے۔ گرتا ہے اور زبان سے کہتا جائے گا۔

''انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین'' یہ کسی دیوی، دیوتا کی بھینٹ نہیں چڑھا رہا ہوں۔ میرا رشتہ تو صرف اسی سے جڑا ہوا ہے۔ میں تو پجاری صرف اسی کا ہوں جس نے پیدا کر رکھا ہے۔ آسمان وزمین کو۔ میرا دستور، دستور زندگی تو تمام تر اس کے قانون کی پیروی ہے۔

''ان صلاتی ونسکی ومحیایی ومماتی للہ رب العالمین'' میری دعائیں اور عبادتیں، میری زندگی اور میری موت نہ اپنے نفس کے لئے ہے اور نہ اس ملک کے کسی چھوٹے موٹے دیوی دیوتا کے لئے ہے بلکہ یہ سب صرف اسی واحد یکتا معبود اعظم کے لئے ہے۔ اسی کے حکم اور قانون کے تابع ہے جو پروردگار ہے ہر ملک کا، ساری مخلوقات کا، جمیع موجودات کا اور کل کائنات کا۔

ڈاکٹر جب مریض کو آپریشن کی میز پر لٹاتا ہے تو پہلے آپریشن والے عضو کو دوا لگا کر سن کردیتا ہے یا

مریض کو کلوروفارم سنگھا کر بیہوش۔ مسلمان بھی جب جانور کو ذبح کرنے کے لئے قبلہ رخ لٹا کر گلے پر چھری چلاتا ہے تو روح کی ایک مختصر دو لفظی نغمہ سناتا ہے۔

میں تجھے مردہ اپنی طرف سے نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں تو خود تیری ہی طرح مخلوق ہوں۔ تیری طرح بے بس، تیری طرح خاکی، تیری ہی طرح فانی۔ میں چھری چلا رہا ہوں اپنے اور تیرے پیدا کرنے والے کا نام لے کر، اپنے اور تیرے مالک کے قانون کے تحت۔ زندگی کا عطیہ بخشنے والا بھی وہی، اسے واپس لینے والا بھی وہی۔ جان ڈالی بھی اسی نے اور آج نکالی بھی اسی نے۔ بڑائی کا حق دار حکم چلانے والا صرف وہی، سنتے ہیں فوج کے سپاہی جنگ کے میدان میں فوجی بینڈ اور وطنی ترانے کی آواز سن کر ایسے ہر مست ہو جاتے ہیں کہ جان کی پرواہ نہیں ہوتی اور بندوقوں کی گولیوں، توپ کے گولوں، سنگینوں کے وار کے لئے بلا تکلف اپنے سر وسینے کو پیش کر دیتے ہیں۔ اللہ کے نام کی کشش کیا روح کے لئے اتنی بھی نہیں؟ جاننے والے تو یہاں تک کہہ گئے ہیں کہ روح اس اسم پاک سے ایسی مست و بے خود ہو جاتی ہے کہ خود حالت طرب میں ہنسی خوشی باہر آجاتی ہے۔ جسم دیکھنے والوں کو نظروں میں تڑپتا لوٹتا رہ جاتا ہے۔ آخر کلوروفارم میں بھی تو یہی ہوتا ہے کہ رگوں پر رگیں کٹتی رہتی ہیں۔ خون بہتا رہتا ہے لیکن مریض کا احساس وکرب مردہ ہو جاتا ہے۔ اللہ ٹھنڈی رکھے۔ حضرت اکبر مرحوم کی تربت کو، کہ کیا خوب فرما گئے ہیں۔

احساس ہی اپنا نہ ہوا فریاد و فغاں میں کیا کرتا
آنکھ اپنی لڑی تھی قاتل سے جس وقت تہہ خنجر تھا گلا

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کعبہ تعمیر کرنے والے، آگ میں کود پڑنے والے، حج کی پکار کرنے والے ابراہیم علیہ السلام نے بھی قربانی پیش کی تھی۔ یہ قربانی بکرے کی نہ تھی، مینڈھے کی نہ تھی، یہ قربانی لاڈلے نور نظر اسماعیل علیہ السلام کی تھی۔ خواب میں حکم ہوا محبوب ترین ہستی کا۔ صبح اٹھ کر مشورہ اسماعیل علیہ السلام سے کیا۔ اس سے کہا جو آنکھوں کا تارا، بڑھاپے کا سہارا تھا۔ کیا دنیا کی تاریخ میں کوئی مثال ایسی ملتی کہ کسی عزیز نے عزیز سے اس کے قتل یا ذبح کا مشورہ کیا ہو، باپ نے اپنے لخت جگر کے سامنے تجویز پیش کی ہو؟ ہر صاحب اولاد ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کے سوچے۔ بیٹا بھی کس باپ کا تھا۔ فوراً آمدہ ہو گیا اور عرض کیا: ابا جان! آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے گا، ایسا نہ ہو کہ عین وقت پر میرا چہرہ دیکھ کر آپ کی ہمت جواب دے جائے۔ باپ نے آنکھ پر پٹی باندھ کر، خدا معلوم کون سے پتھر کی سل رکھ کر حلق پر چھری چلائی۔ معاً قدرت حق سے نور نظر کی جگہ ایک جنت کے مینڈھے نے لے لی اور اسماعیل علیہ السلام ’’وفدیناہ بذبح عظیم‘‘ کا پروانہ بشارت پاکر زندہ وجاوید ہو گئے۔ آج کی قربانیاں یادگار ہیں اسی ذبح عظیم کی۔ کون ہے جو اس کی وسعت وعظمت کو پائے؟۔

(ہفت روزہ ترجمان اسلام ص ۱۵، ۱۶، مورخہ ۲۳ تا ۲۹ نومبر ۱۹۷۸ء)

شیخ الاسلام سے عالم برزخ میں مکالمہ

حافظ محمد اسحٰق ملتانی

تذکرہ مشائخ دیوبند ص۳۵۰ تا ۳۵۵ میں مولانا حافظ محمد اسحٰق ملتانی نے ایک واقعہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی سے متعلق نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو! (ادارہ)

”امام المسلمین، امیر المؤمنین فی الحدیث، پیکر شجاعت، مجسمہ عبادت، قافلۂ زہد وقناعت، فرنگی اقتدار کے لئے موت کا سناٹا، غیرملکی استبداد کے لئے قیامت کبریٰ، جس کا دن قال اللہ وقال الرسول سے مصروف، اوائل شب مہمانوں کی خدمت میں، انتہاء شب بحضور رب العالمین، سپیدۂ سحری انہیں مصروف بکاء پاتا، آفتاب کی کرنیں طلوع کے لئے باتاب ہوتیں تو وہ خانۂ خدا میں سجدہ ریز، جمعیۃ العلماء ہند کے صدر، دارالعلوم دیوبند کے صدرالمدرسین ہندوستان کی متعدد جیلیں اس وجود مقدس سے نکلے ہوئے کلمہ ہو وحق کی امین، مہمان نوازی میں اسوۂ ابراہیم مقیم، اعلاء کلمۃ الحق میں جلال فاروقی کے مظہر، مدتوں سکونت واقامت مدینہ منورہ رہی۔ اس زمین پاک سے عرب طور وطریق اور اخلاق نبوی کے حامل بن کر چمکے تو ظلمت کدۂ ہند میں نور سنت کی ضوافگنی ان کے عصر میں ان کے حصہ میں آئی۔ فرنگی اقتدار سے نفرت ووحشت اکابر نے ان کے آتش دان سینہ میں منتقل کردی۔

پھر وہ خود ہی فرنگیوں کے خلاف کوہ آتش بن گئے۔ ۱۹۴۷ء میں جب وہ شباب سے نکل کر شیب میں داخل ہوگئے تو یورپ کے اقتدار کا آفتاب نجم اس روز ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ اس طرح وہ ان خوش بخت لوگوں میں سے تھے جنھوں نے اپنی جہد کی کامیابی اپنی زندگی ہی میں دیکھ لی۔ (مکمل تاریخ دارالعلوم دیوبند ص۱۹۸)

چلنے والے کے قدم ”دارالحدیث“ کی مقدس درسگاہ کے قریب پہنچ کر اچانک رک گئے اور نگاہیں درودیوار سے گزر کر اس مسند علم وفضل پر جم گئیں جہاں بیٹھ کر ربع صدی تک عرب وعجم کے شیخ نے علم وفضل کے موتی لٹائے تھے۔ معرفت وسلوک کے دریا بہائے تھے۔ یہ وہ مسند ہے جس پر عربی لباس میں ملبوس ایک نور مجسم قال اللہ وقال الرسول کو عربی لب ولہجہ میں شروع کرتا تھا تو اس وجد آفریں آواز پر درودیوار ہمہ تن گوش بن جاتے۔ قدسیوں کے ہجوم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سننے کے لئے آسمان سے اتر آتے۔

یہ وہی جگہ ہے جہاں پر اپنے خدا کا ایک مقدس بندہ زہد وتوکل، عفاف وغنا، تورع وتقویٰ کی ایک متحرک تصویر بن کر سامنے آتا جس کے فرق سے تابقدم اتباع شریعت کے ثبوت بہم پہنچے اور جس کی زندگی کا ہر گوشہ شریعت مصطفوی کا نکتہ شناس اور رازداں نظر آتا، وہ تلامذہ کے ہجوم میں خرام ناز کرتا ہوا یہاں سے چل کر

آتا۔ وہ علم وکمال کا کوہ گراں سک گامی کرتا ہوا یہاں سے نکلتا۔ وہ چل کر آتا تو مشام جاں اس کی عطر بیزیوں سے معطر ہو جاتے، وہ جدھر سے نکل جاتا تو عود عطر کے جھونکے دل ودماغ کو راحت دیتے ہوئے گزر جاتے۔

غرضیکہ نگاہوں میں ایک ایک منظر گھوم رہا تھا اور دماغ کے تمام گوشوں میں مرحوم کی یاد تازہ ہو رہی تھی۔ چلنے والے نے استغراق کے عالم میں اپنے قدم آگے بڑھائے لیکن رنج وغم کی کلفتیں بھی اس کے ساتھ ہولیں۔ تمام رات فرش وبالیں پر اضطراب سے کروٹیں کیا لیں، ہر تار بستر، خار بستر، ثابت ہوا۔ وہی تصور اس کی یاد خیالات کے ہجوم، افکار کے بادل سر پر منڈلاتے رہے۔ صبح کی آمد آمد ہے۔ رات اپنی تاریکیوں کے ساتھ رخصت ہوا چاہتی ہے۔ باہر نکل کر دیکھا تو افق عالم پر چاند اپنی پھیکی روشنی کے ساتھ زندگی کے آخری سانس لے رہا ہے۔ ستاروں کا ہجوم غمگساری کے لئے موجود ہے۔ لیکن نور کے یہ ٹمٹماتے ہوئے چراغ بھی بڑھ کر خاموش ہو رہے ہیں۔

انسانوں کی بستی سے بہت دور کنارۂ عالم پر صبح کی سپیدی تیزی کے ساتھ پھیلنا شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے منور صبح کے ہنگاموں سے ساری کائنات لبریز ہوگئی۔ یہ طائران خوش آواز کے ہجوم میں جو آشیانوں سے نکل رہے ہیں۔ یہ نسیم سحری کے دلنواز جھونکے ہیں جو فضا کو معطر کرنے کے لئے پوری قوت سے دوڑ رہے ہیں۔ ہر طرف زندگی رقصاں نظر آتی ہے اور ہر سو ایک نئی حیات تمام ولولوں کے ساتھ اچھلتی پھر رہی ہے۔ لیکن کائنات کے ان ہنگاموں میں اور قدرت کی ان تمام چارہ سازیوں سے اس الم رسیدہ کی کوئی تسلی نہ ہوسکی، جس نے رات کی گھڑیاں ایک مقدس انسان کی یاد میں گزاری تھیں۔ وہ بستر سے اٹھا، لڑکھڑاتا ہوا سوئے گورغریباں چل دیا۔

انسانوں کی اس خاموش آبادی میں پہنچ کر اچانک اس کے قدم ٹھہر گئے اور اس بقعۂ نور کی ضیاپاشیوں نے تھوڑی دیر کے لئے اس کو اپنی طرف متوجہ کرلیا۔ خدایا یہ کون سی جگہ ہے۔ جس کے حسین مناظر، خوشگوار ہوائیں، پھولوں سے لدے ہوئے درخت، گل وریحان سے لبریز کیاریاں، جنت کے باغات کا منظر پیش کر رہے ہیں۔

یہ سوچتا ہوا باغ کی روپہلی جدولوں اور مرمریں روشوں سے گزر کر، کھڑا ہونے والا جب سامنے آکر کھڑا ہوا تو چند نورانی چہرے، جن کے نورانی اجسام پر پاکیزگی بکھری ہوئی نظر آتی تھی، جن کے بشروں پر مسرت وفرحت کی چمک رقصاں دکھائی دیتی تھی۔ کوئی مصحف دربغل، کوئی تسبیح دردست، کوئی معروف ذکر جلی تو کوئی استغراق کی کیفیت میں ڈوبا ہوا نظر آیا، یہ مناجات کر رہا ہے۔ وہ مشاہدۂ حق میں گم ہے۔ یہاں اللہ، ہوالقادر کے نعرے ہیں تو وہاں ہوحق کی مترنم آوازیں ہیں۔ غرضیکہ ایک نیا منظر، ایک نئی دنیا نگاہوں کے سامنے ہے۔

ایں کہ می بینم بیداریست یا رب یا بخواب

ان نورانی چہروں میں ایک مانوس شکل نظر آئی۔ نگاہوں نے تجسس کیا تو وہی پیکر حسن جلوہ گر نظر آیا۔ جس کو آنکھیں تلاش کرتی تھیں۔ جس کو نگاہیں ڈھونڈتی تھیں۔ وہی تروتازہ جسم، وہی منور شکل وصورت، چہرہ وبشرہ پر کچھ خاص چمک، نئی رونق، مستزاد، بڑھ کر پوری نیازمندیوں کے ساتھ کہنے والے نے کہا کہ:''السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر '' قدوسیوں کے ہجوم نے جواب دیا۔

اس عالم میں یہ دیکھ کر کہ میری آواز کو سب سن رہے ہیں۔ خیال ہوا کہ آخر کیوں نہ ان سے پوچھ لیا جائے کہ سلام کرنے والے کو پہچانتے بھی ہیں یا نہیں؟ گفتگو کا یہ سلسلہ اسی نور مجسم سے شروع ہوا جو میرے مقصود اور متجسس نگاہوں کا مرکز تھا، میں نے آگے بڑھ کر کہا کہ اے عرب وعجم کے شیخ! کیا آپ نے مجھ کو پہچانا؟ نورو سرور کی اس متحرک تصویر نے جواب دیا۔ ہاں! کیوں نہیں۔ اس عالم میں ہم ان سب کو پہچانتے ہیں۔ جن سے دنیا میں تعارف اور شناسائی تھی۔ شیخ نے اپنی عادت کے مطابق یہاں بھی حدیث سے استشہاد کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد تو سنا ہی ہوگا کہ:''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا ہے۔ جس کو دنیا میں پہچانتا تھا...... اور اس کو سلام کرتا ہے تو مردہ اس کو پہچانتا بھی ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔'' (رواہ ابن عبدالبر)

میں نے عرض کیا کہ ٹھیک ہے لیکن یہ تو بتائیے کہ یہ چند نورانی اجسام جو سرور وفرحت کے پتلے، نور ایمان کی شمعیں نظر آتی ہیں، کون ہیں؟ میرے اس سوال پر اب اس خدا رسیدہ انسان نے ایک ایک کا تعارف یوں شروع کیا کہ دیکھو سامنے یہ ایک بزرگ جن کے شباب پر کہولت کے آثار ہیں جن کا لباس نورانی اور جن کا چہرۂ انور تجلیات کا مرکز نظر آتا ہے۔ مولانا محمد قاسم ؒ ہیں جو بھی جاء الحق وزھق الباطل کی زندہ تفسیر بنے رہے۔ آج یہ اپنی منزل پر پہنچ چکے ہیں اور منزل پر پہنچنے کے بعد راحت وآرام سے ہمکنار ہیں۔ ان کی زندگی میں جو جدوجہد تھی اس کے صلے صبح وشام لیتے لیتے یہ تھکے جاتے ہیں تم نے ان کے متعلق بہت کچھ سنا ہوگا اس لئے ان کا یہ مختصر تعارف کافی ہے۔

ان کی بغل میں جو ایک بوڑھے نظر آرہے ہیں یہ وہی ہیں جن کے بڑھاپے میں شباب مچل رہا تھا اور جن کی انقلابی طاقتوں سے عالم کا عالم لرزتا تھا۔''یجاھدون فی سبیل اللہ ''والی جماعت انہیں کی قیادت میں کام کرتی تھی۔ یہ آج اس تصور سے خوش ہیں کہ ہندوستان آزاد ہے۔ پاکستان آزاد ہے۔ انڈونیشیاء آزاد ہے۔ ملایا آزاد ہے اور مشرق وسطیٰ آزادی کے لئے مچل رہا ہے لیکن ابھی ان کا خواب ادھورا ہے۔ ان کے خواب کی تعبیر کے لئے تم کو کچھ اور سہانی صبحوں کا انتظار کرنا ہوگا۔ تم نے جان لیا ہوگا کہ یہ آقا مولانا محمود حسن ہیں جن کے لئے ہم سب نے ''شیخ الہند'' کا تعظیمی خطاب تجویز کیا تھا۔ یہ اس جانب

میں سادگی کا پیکر، تقویٰ وتورع کی نشانی، انسانیت کی تصویر، علم وعمل کی محراب جو تم کو نظر آرہی ہے۔ قطب عالم مولانا عزیز الرحمٰن جو تفقہ فی الدین کی عظمتوں سے مالا مال تھے۔ آج بھی یہ اپنے میں گم ہیں اور یہاں بھی اخفائے احوال کی انہیں کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہم ان کو پہچانتے ہیں لیکن پھر بھی نہیں جانتے۔ اسی دوران میں ابدی آرام گاہوں کے ایک کونہ سے ایک عجیب وغریب شکل سامنے آتی ہوئی دکھائی دی۔ مختنی جسم، پتلا انسان، ہاتھ میں ایک بڑی تسبیح، جس کے دانے ایک دوسرے پر گرتے تو قدوسیوں کے کان کھڑے ہوجاتے۔ اس شخص کی آنکھوں سے ذہانت ٹپکتی تھی اور اس کی ہر ہر ادا سے ارادوں کی بلندی نمایاں معلوم ہوتی۔ یہ شخص کوششوں کی کامیابی کا ثبوت نظر آتا تھا۔ میں نے گھبرا کر دریافت کیا کہ یہ سامنے سے آنے والے کون ہیں؟ شیخ نے فرمایا کہ یہ وہی ہیں جن کے ناخن تدبیر کی گرہ کشائیوں کو دیکھ کر'' وانزلنا الحدید فیہ باس شدید '' کا منظر سامنے آتا تھا۔ یعنی مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی اور دیکھو یہ ایک چہرہ جس پر علم کا وقار، عفت وپاک بازی کی رونق، ایمان کا نور، انجام کا سرور نظر آرہا ہے۔ جن کی عینک کے پیچھے سے دو بڑی بڑی آنکھیں جھانک کر آج دارالعلوم اور اپنے ہزاروں شاگردوں کی علمی ترقیوں کا جائزہ لے رہی ہیں حضرت مولانا اعزاز علی ہیں۔ یہ تمہارے مربی اور محسن ہیں۔ تم نے ان کو خوب پہچان لیا ہوگا۔

میری اس گفتگو کے درمیان جو بہت سے متحرک اجسام وہاں آکر جمع ہوگئے تھے۔ ان میں ان دو چار ہی نمایاں اشخاص کے متعلق دریافت کر کے میں نے بات بدلتے ہوئے کہا کہ دنیا میں آپ نے مولانا محمد قاسم ؒ کو اپنی آنکھوں سے تو دیکھا نہیں تھا۔ پھر یہاں کیسے پہچانا؟ کیا مردے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں؟ مقدس انسان نے میرے اس سوال کے جواب میں کہا کہ ہاں! ہم ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور شیخ نے پھر اس موقع پر یہ حدیث مجھ کو سنائی کہ: ''ام بشر بن البراء نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ یارسول اللہ! کیا مردے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اری خاک میں ملی۔ روح مطمئنہ جنت میں سبز پرندوں کے قالب میں ہوتی ہے۔ سو اگر پرندے درختوں کی ڈالیوں میں ایک دوسرے کے پہچانتے ہیں۔ (اور ظاہر ہے کہ پہچانتے ہیں) تو وہ ارواح بھی ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔''

(اخرجہ ابن سعد)

میں نے دریافت کیا کہ: کیا آپ جب یہاں آئے تھے تو اسی وقت اس سب سے ملاقات ہوئی یا کچھ عرصہ کے بعد؟ شیخ نے کہا کہ یہ سب اسی وقت جمع ہوگئے تھے اور یہاں بھی شیخ نے یہ کہہ کر ایک حدیث پیش کی جس کا حاصل یہ تھا کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مؤمن کی روح قبض کی جاتی ہے تو خدا کے مرحوم بندے اس طرح آگے بڑھ کر اس سے ملتے ہیں جس طرح دنیا میں کسی خوشخبری لانے والے سے ملتے ہیں۔''

(اخرجہ ابن ابی الدنیا)

اب میں نے پوچھا کہ اے مقدس پیکر! اپنے اس ظاہری جسم کو دفن کرنے کے لئے خاص اس موقع کا انتخاب آپ نے فرمایا۔ اس میں کوئی لطیفہ قدرت ہے؟ اس سوال کے جواب میں تھوڑی دیر کے لئے شیخ چپ ہوگئے اور کچھ سوچ کر فرمایا کہ فیصلہ تو قدرتی ہی ہے لیکن میرا بھی رجحان ادھر ہی تھا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا پاکیزہ ارواح کے لئے تو جگہ جگہ کے قبرستان بھی تمنا کرتے ہوں گے؟ شیخ نے فرمایا کہ ہاں! تمہارا خیال ٹھیک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''جب مؤمن مرتا ہے تو تمام مواقع قبر اس کے مرنے پر اپنی آرائش کرتے ہیں۔ ان میں کوئی حصہ ایسا نہیں ہوتا جو اس بات کی تمنا نہ کرتا ہو کہ وہ اس میں مدفون ہو۔''

(رواہ ابن عدی)

اب میں نے یہ بھی سوال کرلیا کہ جس روز ہم بدقسمت آپ کے جنازے کو گریاں وبریاں اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے آرہے تھے۔ انسانوں کا ہجوم تو وہ تھا جس کا نہ شمار اور نہ حساب۔ لیکن یہ تو بتایئے کہ کیا آپ کے جنازے کے ساتھ کوئی اور بھی مخلوق تھی؟ مولانا نے فرمایا کہ فرشتوں کا ہجوم ساتھ ساتھ چلا آتا تھا جن کو تم نہیں دیکھ پاتے تھے۔ لیکن میں خوب دیکھ رہا تھا۔ تم نے یہ حدیث تو ضرور پڑھی ہوگی کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام نے خداوند تعالیٰ سے عرض کیا کہ بار الٰہی! جو لوگ جنازے کے ساتھ چلتے ہیں ان کی اس عبادت کا تیرے یہاں کیا اجر ہے؟ ارشاد ہوا کہ اس کا صلہ یہ ہے کہ میرے فرشتے اس کے جنازے کے ساتھ چلیں گے۔ اس کے لئے دعا کریں گے۔'' (اخرجہ ابن العساکر)

اب گھبرا کر میں نے دریافت کیا: مولانا! دفن کرنے کے بعد تنگی قبر کی تو کہئے۔ اس کے تصور سے تو جان نکلی جاتی ہے؟ میرے اس سوال پر روحانیوں کا امام ہنس پڑا اور فرمایا کہ: ''مؤمن کے حق میں تو قبر کا دبانا ایسا راحت بخش ہے جیسے مشفق ماں سے اس کا بیٹا درد سر کی شکایت کرے تو ماں اس کا سر نرم نرم دبائے۔''

(اخرجہ البیہقی)

میں نے یہ بھی پوچھا کہ دنیا کی زندگی میں تو عقیدت مندوں کا ہجوم آپ کے چہار جانب رہتا تھا۔ یہاں کی تنہائی میں آپ کی طبیعت کیا گھبراتی ہے؟ اس قبر میں آخر آپ کے ساتھ کون ہے؟ مونس وغمگسار ہیں یا نہیں؟ مولانا فرمانے لگے کہ ہاں! تمہارے داغ نے تو حسرت وارمان کو اپنا مونس بنایا تھا۔ تم نے اس کا وہ مشہور شعر ضرور سنا ہوگا کہ ؎

قبر میں حسرت وارمان ہیں اے داغ ۔۔۔ رفتہ رفتہ انہیں یاروں سے بہل جاؤں گا

لیکن علماء کے لئے ان کا علم مونس ودمساز ہوتا ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: ''جب عالم مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے علم کی ایک صورت بنادیتا ہے۔ وہ قیامت تک اس کی انیس رہتی ہے اور کیڑے مکوڑوں کو اس سے ہٹاتی ہے۔''

(اخرجہ البیہقی)

میں سوال کر رہا تھا اور ادھر شیخ پوری بشاشت کے ساتھ جواب دے رہے تھے۔ اسی دوران میں میں ان سے ایک عجیب وغریب سوال کرنے لگا۔ پوچھنے سے پہلے تو نہیں لیکن دریافت کرنے کے بعد استفسار پر مجھے خود ہی ندامت ہوئی۔ یعنی میں نے ان سے دریافت کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا معاملہ دنیا کی زندگی میں عجیب وغریب رہا۔ ایک طرف آپ کے دسترخوان کی وسعت تھی جس پر سینکڑوں آدمی زلہ ربائی کرتے تھے۔ مہمانوں کی کثرت، واردین وصادرین کا ہجوم دیکھ کر بارہا خیال ہوا کہ آپ شاید کوئی رئیس یا پھر ایک بڑے سرمایہ دار ہیں جس کے گھر میں تجوریوں کا سلسلہ اور نقدیوں کے انبار ہوں۔ دوسرے جانب آپ کی سادگی، معمولی لباس، معمولی قسم کا کھانا پینا، عیش وراحت سے بہت دور زندگی اور راحت کوشیوں سے ناواقف۔ بسا اوقات دیکھ کر محسوس ہوتا کہ آپ ایک غریب گھرہستی کے آدمی اور سادہ زندگی کے مالک ہیں۔ پھر بتایئے کہ آپ کیا تھے اور اپنے پیچھے آپ نے کیا چھوڑا ہے؟

اس مقدس انسان نے اس نازیبا سوال پر کسی ناگواری کے بغیر کہا کہ: ’’میں نے دنیا کی زندگی ایک غریب کی طرح شروع کی اور غربت ہی پر اس کا اختتام کر آیا ہوں۔ نہ میں سرمایہ دار تھا نہ روسا کے زمرے میں میرا شمار۔ میں نے اپنے بعد نہ روپیوں کے انبار چھوڑے نہ مال ومتاع کے ذخیرے اور یہاں آکر معلوم ہوا کہ دنیا کا طمطراق، تزک وحشم کچھ بھی کام نہیں آتا۔ سب کچھ وہیں پڑا رہ جاتا ہے اگر کام آتا ہے تو وہی دو چار چیزیں۔‘‘ جن کی اطلاع دیتے ہوئے صادق ومصدق (ﷺ) نے فرمایا ہے کہ: ’’جب آدمی مر جاتا ہے تو تین چیزوں کے علاوہ اس کے تمام اعمال موقوف ہوجاتے ہیں۔ یعنی صدقہ جاریہ، علم نافع یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔‘‘ (اخرجہ البخاری)

میں نے ان سے یہ بھی پوچھا کہ آج کل آپ یہاں کیا کرتے ہیں؟ اس استفسار پر فرمایا کہ زیادہ تر قرآن ہی کی تلاوت سے کام رہتا ہے۔ دنیاوی زندگی میں بھی قرآن مجید کی تلاوت بڑی سرور بخش تھی۔ میں نے حیرت سے دریافت کیا کہ کیا آپ قرآن پڑھتے ہیں۔ حفظ پڑھتے ہیں یا ناظرہ؟ شیخ نے فرمایا کہ ایک روایت میں ہے کہ: ’’مؤمن کو قبر میں مصحف دیا جاتا ہے جس میں وہ پڑھتا ہے۔‘‘ (اخرجہ ابن مندہ)

اور اسی طرح دوسرے اعمال وعبادات بھی چلتی رہتی ہیں۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ اب ہم مکلف نہیں ہیں۔ صرف اپنی لذت وراحت کے لئے اس قسم کی عبادتیں کرتے رہتے ہیں۔ اب صبح ہوچکی تھی۔ آفتاب کی کرنیں آسمان سے زمین پر اتر کر آرہی تھیں اور ان کی تمازت سے فضا میں حرارت وبرودت کا ایک حسین امتزاج بنتا جارہا تھا۔ زائرین کے قدموں کی چاپ سے روحانیوں کے ہجوم میں کچھ کھلبلی سی پڑگئی اور چانک یہ منظر میرے سامنے سے ہٹا دیا گیا۔ پھر اسی دنیا کی وہی صبح وشام تھی اور وہی زمین وآسمان۔

(چراغ محمد بحوالہ یادگار تحریریں)

مہمان نوازی

حافظ خلیل الرحمٰن راشدی

اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا مبارک طریقہ، آنحضرت ﷺ کی سنت مطہرہ اہل ایمان کا وصف خاص اور اسلامی معاشرت کا طرۂ امتیاز ہے اور یہ ایک ایسی خوبی ہے جس سے باہمی خلوص ومحبت کے جذبات فروغ پاتے ہیں اور یہ ایسا پیارا عمل ہے جس سے دنیا وآخرت کی بے بہا سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا مبارک طریقہ

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا ذکر سورۃ ذاریات کی ان آیتوں میں آیا ہے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے: ''اے پیغمبر! ابراہیم کے معزز مہمانوں کی حکایت بھی تم تک پہنچی ہے کہ جب (یہ لوگ) ان کے پاس آئے تو (آتے ہی) سلام علیک کی۔ ابراہیم نے سلام کا جواب دیا۔ (اور دل میں کہا کہ یہ لوگ (تو کچھ) اجنبی (سے معلوم ہوتے) ہیں۔ پھر جلدی سے اپنے گھر جا کر (ایک) موٹا تازہ بچھڑا (یعنی اس کا گوشت بھنوا کر مہمانوں کے لئے لائے اور ان کے سامنے رکھا (تو انہوں نے تامل کیا۔ ابراہیم نے) پوچھا آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں۔ اس پر بھی انہوں نے کھانے سے انکار کیا۔ تب تو ابراہیم ان سے جی ہی جی میں ڈرے۔ انہوں نے ان کی یہ حالت دیکھ کر کہا کہ آپ (کسی طرح کا) اندیشہ نہ کریں اور ان کو ایک ہوشیار فرزند کی خوشخبری بھی دی۔''

اس حکایت سے آداب مہمانداری کے متعلق حسب ذیل نتیجے نکالے جاسکتے ہیں:

۱...... مہمان اور میزبان میں کلام کی ابتداء باہمی سلام سے ہونی چاہئے۔

۲...... مہمان کے کھانے پینے کا فوراً سامان کرنا چاہئے۔

۳...... روغان کے ایک معنی چپکے چلے جانے یا دزدیدہ نگاہوں سے دیکھنے کے بھی ہیں۔ اس لئے مہمانوں کے کھانے پینے کا سامان مخفی طور پر ان کی نگاہ بچا کر کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر مہمانوں کو یہ معلوم ہوجائے گا کہ ہمارے لئے کچھ سامان کیا جارہا ہے تو وہ ازراہ تکلف اس کو روکیں گے۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل وعیال سے یہ نہیں کہا کہ کھانے پینے کا سامان کرو۔ بلکہ چپکے سے خود کھانے پینے کا سامان کرنے چلے گئے۔

۴...... کسی بہانے سے تھوڑی دیر کے لئے مہمانوں سے الگ ہو جانا چاہئے تاکہ ان کو آرام کرنے یا دوسری ضروریات سے فارغ ہونے میں تکلیف نہ ہو۔ اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کھانے پینے کا سامان کرنے کے لئے ان سے الگ ہو گئے۔

۵...... مہمانوں کے سامنے عمدہ سے عمدہ کھانا پیش کرنا چاہئے۔ اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک موٹا تازہ بچھڑا ذبح کیا۔

۶...... کھانا مہمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہئے۔ ان کو کھانے کا حکم نہیں دینا چاہئے۔ اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا کہ آپ لوگ کیوں نہیں کھاتے۔ یہ نہیں کہا کہ آپ لوگ کھائیے۔

۷...... مہمانوں کے کھانے سے مسرور اور نہ کھانے سے مغموم ہونا چاہئے۔ کیونکہ جو لوگ بخیل ہوتے ہیں۔ وہ کھانا تو مہمانوں کے سامنے پیش کر دیتے ہیں لیکن ان کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ مہمان نہ کھائے یا کم کھائے تاکہ وہ ان کے اور ان کے اہل وعیال کے کام آئے۔ اسی لئے جب ان لوگوں نے کھانے سے انکار کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو ناپسند کیا اور ان کے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ یہ دشمن بن کر تو نہیں آئے ہیں۔

۸...... نہ کھانے کی حالت میں مہمانوں کو عمدہ الفاظ میں عذر کرنا چاہئے۔ اسی لئے ان فرشتوں نے کہا کہ اگر ہم نہیں کھاتے تو آپ کو خوفزدہ نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ ہم لوگ کھا ہی نہیں سکتے۔ بلکہ صرف آپ کو ایک لائق فرزند کے تولد کی بشارت دینے کے لئے آئے ہیں۔

سورۃ حجر میں حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان فرشتوں کا جو قصہ بیان کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آرام وآسائش کا خیال رکھنے کے ساتھ میزبان مہمان کی عزت وآبرو کا بھی محافظ ہوتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص اس کے ساتھ اہانت آمیز برتاؤ کرنا چاہے تو میزبان کا یہ فرض ہے کہ مہمان کی جانب سے مدافعت کرے۔ کیونکہ اس سے خود میزبان کی توہین ہوتی ہے۔ اسی لئے جب قوم لوط نے ان مہمان فرشتوں کے ساتھ توہین آمیز برتاؤ کرنا چاہا تو حضرت لوط علیہ السلام نے ''قال ان هؤلاء ضیفی فلا تفضحون واتقوا الله ولا تخزون (الحجر:۶۹،۶۸)'' ﴿کہا یہ میرے مہمان ہیں تو (ان کے بارے میں) مجھ کو فضیحت نہ کرو اور خدا سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔﴾

یہ تو قرآن مجید کے ضمنی ارشادات تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے مکارم اخلاق میں مہمان نوازی کو بتصریح اس قدر اہمیت دی کہ اس کو ایمان کامل کا ایک جز قرار دیا اور فرمایا کہ: ''جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کا جائزہ عزت کے ساتھ دے۔''

کہا گیا کہ: ”یا رسول اللہ ﷺ! اس کا جائزہ کیا ہے؟“ فرمایا کہ: ”ایک دن اور ایک رات اور مہمانی تین دن کی ہے۔اس کے آگے مہمان پر صدقہ ہوگا۔“

آپ ﷺ کی سنت مطہرہ

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث ؒ نقل کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جب مہمان آتے تو آپ خود بنفس نفیس ان کی خاطر تواضع فرماتے۔ (مدارج النبوۃ)

حضور نبی کریم ﷺ کا مہمان نوازی کے حوالے سے یہ بھی مبارک شعار تھا کہ جب آپ مہمان کو اپنے دسترخوان پر کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے: ”اور کھایئے اور کھایئے“ جب مہمان سیر ہو جاتا۔مزید کھانے سے معذرت کرتا۔تب آپ اصرار کا سلسلہ موقوف فرماتے۔ایک مرتبہ ایک شخص کو دودھ پلانے کے بعد اس سے بار بار فرمایا: ”اشرب اشرب“ اور پیو اور پیو۔یہاں تک کہ اس شخص نے قسم کھا کر عرض کیا: قسم ہے اس خدائے برتر کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔اب اور گنجائش نہیں۔ (مدارج النبوۃ)

حضور سید عالم ﷺ اپنے ذاتی مہمان کے لئے خصوصی اہتمام فرماتے۔حتیٰ کہ اس مقصد کے لئے قرض تک اٹھانا پڑا تو اٹھا لیتے۔چنانچہ حضرت ابورافعؓ کا بیان ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ فلاں یہودی سے جا کر کہو کہ وہ مجھے آٹا قرض دے۔میں رجب شریف کے مقدس مہینہ میں ادا کردوں گا۔کیونکہ میرے پاس ایک مہمان آیا ہوا ہے۔(جس کی خاطر داری ضروری ہے) یہودی نے کہا: جب تک کوئی چیز گروی نہیں رکھو گے میں آٹا نہیں دوں گا۔جناب ابورافعؓ فرماتے ہیں: میں نے واپس آکر اس یہودی کا جواب آپ کی خدمت میں عرض کیا۔آپ ﷺ نے سن کر فرمایا: ”اللہ کی قسم میں آسمانوں میں بھی امین ہوں اور زمین پر بھی امانت دار ہوں۔“ اگر وہ دے دیتا تو میں (ہر حال میں) ادا کردیتا۔اچھا اب میری زرہ لے جاؤ اور اس کے ہاں گروی رکھ کر آٹا لاؤ۔جناب ابورافعؓ فرماتے ہیں: میں (دوبارہ) گیا۔زرہ گروی رکھ کر آٹا لے آیا۔ (کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ)

اس روایت سے عیاں ہوا کہ مہمان نوازی کی کتنی اہمیت اور عظمت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی زرہ مبارک یہودی کے ہاں گروی رکھ کر آٹا منگوایا مگر مہمان کو کھلائے پلائے بغیر گھر سے نہ جانے دیا۔

مہمان نوازی مؤمن کا ایک خاص وصف

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ”کیا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم رات بھر نماز پڑھتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا: بے شک! فرمایا: ایسا نہ کرو۔نماز بھی پڑھو اور سوؤ بھی۔روزہ بھی رکھو اور بے روزہ بھی رہو۔کیونکہ تمہارے اوپر تمہارے جسم کا

حق ہے۔ تمہاری آنکھ کا حق ہے۔ تمہارے مہمانوں کا حق ہے اور تمہاری بی بی کا حق ہے۔“

ایک حدیث میں ہے کہ: ”ایک شب کی مہمانی تو واجب ہے پھر اگر مہمان کسی کے یہاں رہ جائے تو مہمانی اس پر قرض ہے۔ چاہے وہ لے لے چاہے چھوڑ دے۔“

چونکہ کہیں مہمان ہونا میزبان کے لئے بہر حال یک گونہ تکلیف کا باعث ہے اور کسی کے ہاں بے وجہ مفت کھانا انسانی اور اسلامی غیرت کے خلاف ہے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ جہاں میزبان کو مہمان کی خاطر تواضع اور تعظیم و تکریم کی ہدایت کی گئی ہے۔ وہاں مہمان کو بھی یہ بتا دیا جائے کہ وہ کسی دوسرے کے خوان کرم سے حد ضرورت سے زیادہ فائدہ نہ اٹھائے۔ چنانچہ احادیث میں یہ تصریح کر دی گئی ہے کہ مہمان کو کسی کے یہاں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے صاحب خانہ کو تکلیف ہوگی اور اس پر بار پڑے گا۔ اس کے علاوہ تین دن سے زیادہ کی مہمانی صدقہ ہو جائے گی۔ جس کو خود غیور اور خوددار مہمان پسند نہ کرے گا۔

مہمان داری خیر و برکت کا باعث

لاریب مہمان داری اپنے اندر خیر و برکت لئے ہوئے ہے اور جس گھر میں مہمان داری کی جاتی ہے وہ گھر خیر و برکت کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس گھر میں مہمان ہو اس گھر میں خیر و برکت اس طرح دوڑتی ہے جیسے چھری اونٹ کے کوہان پر بلکہ اس سے بھی تیز۔“ (سنن ابن ماجہ)

اس حدیث سے وہ لوگ روشنی حاصل کریں جو کسی مہمان کی آمد پر ناک بھویں چڑھانے لگتے ہیں۔ دل میں تنگی محسوس کرتے ہیں بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ان کے ہاں کوئی مہمان کیا آیا ہے بلکہ خیر و بھلائی کا سامان آیا ہے۔ جس نے بھیجا ہے وہ انتظام بھی کر دے گا۔ تجربہ ہے کہ جب بھی کوئی مہمان آیا ہے خیر و برکت میں اضافہ ہوا ہے۔ بشرطیکہ انسان کبیدہ خاطر نہ ہو بلکہ خندہ پیشانی، شگفتہ روئی اور کشادہ دلی سے مہمان کا استقبال کرے۔ کیونکہ مہمان کیا آیا ہے اللہ کی رحمت کا سامان آیا ہے۔

مہمان کا وداع کرنا سنت ہے

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”یہ بات سنت سے ہے کہ آدمی اپنے مہمان کو رخصت کرنے کے لئے گھر کے دروازے تک اس کے ساتھ آئے۔“ (سنن ابن ماجہ)

خصوصاً میزبان کا شکریہ ادا کرنا اور اس کے لئے خیر و برکت کی دعا کرنا بھی سنت رسول ﷺ ہے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ...... حیات وخدمات

قسط نمبر:1

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

پاکیزہ نورانی صورت، رسیلی آواز، چمکدار آنکھیں، کھلا ہوا خوبصورت چہرہ، چمکدار آنکھوں سے ذہانت وطباعی نمایاں نظر آتی تھی۔ چھوٹے چھوٹے فقرے ذہانت کے ساتھ بہت سی حقیقتیں اپنے اندر سموئے ہوتے۔ اللہ پاک نے حسن وجمال سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا اور ان کی اخلاص وللہیت بھری زندگی جس نے ایک مرتبہ انہیں دیکھا اور سنا ان کا ہو کر رہ گیا۔ وہ بولتے کیا موتی رولتے تھے۔ اللہ پاک نے انہیں خطابت کے لئے اور ان کی خطابت کو دفاع اسلام اور حفاظت ختم نبوت کے لئے پیدا کیا تھا۔ یہ تھے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ انہوں نے مجلس احرار اسلام بعد ازاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے کفر وشیطانت، فرنگی استعمار اور ان کے گماشتوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ یوں تو بہت سی باطل قوتیں برصغیر میں موجود تھیں۔ آپ نے سب کے لتے لئے۔ لیکن قادیانیت ہمیشہ ان کے نوک زبان پر رہی۔ کیونکہ قادیانیت کی زد دین اسلام کی بنیاد ختم نبوت پر پڑتی تھی۔

سیاسی اعتبار سے برطانوی استعمار کی قوت کو توڑنے اور برصغیر کو آزادی دلانے میں وہ سب سے نمایاں نظر آتے ہیں۔ آپ نے اپنی جوشیلی اور دلربا تقریروں سے لاکھوں کے مجمع کو ہلا کر رکھ دیا اور برطانوی اقتدار کے ایوانوں پر لرزہ طاری کر دیا۔ بقول آغا شورش کشمیری رحمۃ اللہ علیہ:

”فی الحقیقت وہ ایک عہد، ایک حقیقت، ایک انجمن اور تاریخ تھے۔ گفتگو طرازی میں ان کا مثیل ملنا مشکل ہے۔ وہ خاص مجلسوں میں بالکل ایک ادیب، ایک فقیر، ایک شاعر، ایک درویش، ایک متکلم، ایک صوفی، ایک نقاد، ایک عالم اور ایک دوست ہوتے تھے۔ ان میں جس تار کو بھی چھیڑو وہی نغمے پھوٹنے لگتے۔ پھر گلفشانی گفتار بہار کی طرح پھیلتی چلی جاتی تھی۔ حکمتوں اور بذلہ سنجیوں میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔“

(سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۳۶)

انہوں نے ہزاروں اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ چند خطیبانہ جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

سیرت کا موضوع نازک

”فرمایا یہ بڑا نازک موضوع ہے۔ سیاسی تقریر میں ایک آدھ جملہ اوپر نیچے ہو جائے، یا ادھر اُدھر ہو جائے تو ڈر نہیں لگتا۔ زیادہ سے زیادہ قید ہو جاتی ہے، سال، دو سال، پانچ سال۔ لیکن سیرت یا حدیث

کے موضوع پر بولتے ہوئے ایک آدھ جملہ کم وبیش ہو جائے تو ایمان کا ضیاع ہے۔ دوزخ کی آگ، اس میدان میں بخاری بزدل ہے۔ جہنم کے قید خانے کی تاب اس میں نہیں ہے۔“

مردے سنتے ہیں یا نہیں

کسی نے سوال کیا کہ شاہ جی! مردے سنتے ہیں کہ نہیں؟ فرمایا: سنتے ہوں گے، جن کی سنتے ہوں گے۔ ہماری تو زندہ بھی نہیں سنتے۔ دوسری مرتبہ پھر پوچھا۔ فرمایا: ”جب ہم مریں گے تو پتہ چل جائے گا۔ اگر ہم سن لیں گے تو اور بھی سنتے ہوں گے“ اس کی پھر بھی تسلی نہ ہوئی۔ تیسری بار پھر مذکورہ بالا سوال پھر دہرایا تو آپ نے فرمایا: ”مردے تین قسم پر ہیں:

۱...... جو ہر وقت، ہر جگہ سے اور ہر حال میں سنتے ہیں۔

۲...... جو کسی وقت، کسی حال اور کسی جگہ سے نہیں سنتے۔

۳...... جو کبھی سن لیتے ہیں اور کبھی نہیں سنتے۔“

جب اس نے وضاحت طلب کی تو فرمایا: ”بریلیوں کے مردے ہر وقت، ہر حالت اور ہر جگہ سے سنتے ہیں۔ غیر مقلدوں کے مردے کسی وقت، کسی حالت اور کسی جگہ سے نہیں سنتے۔ دیوبندیوں کے کبھی کبھی سن لیتے ہیں اور کبھی کبھی نہیں سنتے۔“ عجیب تعریض ہے۔

کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

ایک وکیل نے رمضان المبارک کے مہینہ میں شاہ جی ؒ سے کہا کہ: ”علماء تعبیر و تاویل میں ید طول رکھتے ہیں۔ کوئی ایسا نسخہ تجویز فرمائیے کہ آدمی کھاتا پیتا بھی رہے اور روزہ بھی نہ ٹوٹے۔“ فرمایا: یہ تو بہت سہل ہے۔ کاغذ قلم لے کر لکھو: ”ایسا مرد چاہئے جو اس وکیل کو صبح صادق سے مغرب تک جوتے مارتا جائے۔ یہ جوتے کھاتا جائے اور غصہ پیتا جائے۔ اس طرح کھانے اور پینے سے روزہ کبھی نہیں ٹوٹے گا۔“

(سوانح و افکار سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ ص ۱۳۹)

قادیانیوں کو معاف کرنا سانپ کو دودھ پلانا ہے

ایک مرتبہ فرمایا: میں اکابر ملت اور عمائدین حکومت کو بروقت انتباہ کرتا ہوں کہ جو لوگ آقا و مولیٰ ﷺ کے وفادار نہ بن سکے اور جس ملک کے نمک حرام، بانی پاکستان قائداعظم کا نمک حلال نہ کر سکے، قائداعظم کی زندگی میں جنہیں مسلمان تسلیم نہ کیا، ان کی نمک حرامی کو کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے؟۔ ان کو پالنا سانپوں کو دودھ پلانا ہے۔

فتنہ ضالہ مرزائیہ پاکستان میں اپنی جداگانہ حکومت کے نہ صرف خواب ہی نہیں دیکھ رہا بلکہ اس فتنہ

کا وارث مرزا بشیر الدین ربوہ (چناب نگر) میں اپنی خود مختار حکومت قائم کئے بیٹھا ہے اور عملاً یہ مطالبہ کر رہا ہے اسے قادیانیوں کا الگ صوبہ بنا کر دیا جائے۔ مگر اس پر حکومت خاموش ہے۔

وہ اپنے مخالفین کو جنگل کا سور اور ان کی عفت مآب خواتین کو کتیاں کہتا ہے۔ ان کی کتابوں میں اتنی عفونت اور سرانڈ ہے کہ کوئی شریف آدمی ناک پر کپڑا رکھے بغیر انہیں دیکھ نہیں سکتا۔ میں حکومت سے پوچھتا ہوں کہ اتنے غلیظ اور متعفن جملے تمہاری پبلشنگ کے ضابطوں کی زد میں نہیں آتے؟۔ تم نے آج تک ان کتابوں کو کیوں ضبط نہیں کیا؟۔

صحابہ کرام حضور ﷺ کی صداقت کے گواہ

لکھنو میں مدح صحابہؓ پر پابندی لگی تو شاہ جی ؒ نے لکھنو جا کر اس قانون کی دھجیاں بکھریں۔ شاہ جی ؒ صحابہ کرام کو حضور ﷺ کی صداقت کے گواہ قرار دیتے تھے۔ بالخصوص حضرت فاروق اعظمؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ کو صداقت رسول ﷺ کے بہترین گواہ قرار دیتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کو سرکاری گواہ کی حیثیت حاصل تھی، وہ حضور ﷺ کے پہلے ہی دوست تھے۔ لیکن یہ دشمن بہادر اور سخت دشمن تھے۔ لیکن نبوت کی صداقت کا یقین کر کے شرف ایمان حاصل کر گئے۔

حضرت شاہ جی ؒ ایک صاحب نسبت بزرگ تھے۔ آپ سے دسیوں کرامات کا ظہور ہوا۔ آئندہ شمارے میں کرامات کے چند ایک واقعات پیش کئے جائیں گے۔ جاری ہے!!

حضور خاتم النبیین ﷺ کے کاتبین وحی

جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کی نازل ہونے والی آیات اور دوسری خاص خاص تحریروں کو حضور اقدس ﷺ کے حکم کے مطابق لکھا کرتے تھے ان معتمد کاتبین میں خاص طور پر مندرجہ ذیل حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قابل ذکر ہیں:

۱......سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔
۲......سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔
۳......سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔
۴......سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔
۵......سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔
۶......سیدنا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔
۷......سیدنا حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ۔
۸......سیدنا حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ۔
۹......سیدنا حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ۔
۱۰......سیدنا حضرت حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ۔
۱۱......سیدنا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔
۱۲......سیدنا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ۔
۱۳......سیدنا حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ۔
۱۴......سیدنا حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ۔

(مدارج النبوۃ جلد۲، ص۵۲۹،۵۳۰)

[illegible]

نظم فراق

سلطان العرفاء، سید الطائفہ حضرت اقدس مولانا و مرشدنا شاہ عبدالقادر رائپوری نور اللہ مرقدہ

از

[illegible] نفیس الحسینی غفرلہ

اے غمِ جاناں، اے غمِ جانم — دِل ہے پُرخوں، آنکھیں پُرنم
اللہ اللہ، اُن کا عالم — عشق سراپا، حُسن مجسّم
حضرتِ عبدالقادرِ ثانی — قبلۂ ما و قبلۂ عالم
قُطبِ زمانہ، غوثِ یگانہ — رشکِ جنیدؒ و شبلیؒ و ادہمؒ
فانی فی اللہ، باقی باللہ — ختم ہے اُن پر اُن کا عالم
جامعِ سُنّت، قامعِ بدعت — نائبِ حضرتِ فخرِ دو عالم
عسکریٔ اصحابِ مقدس — لشکریٔ پیغمبرِ خاتم
نورِ شریعت، فیضِ طریقت — جاری ساری باہم باہم
ایسا عارف، ایسا مرشد — ڈھونڈ نہ پائے عالم عالم
تجھ سا نہ دیکھا، تجھ سا نہ پایا — اُتر، دکھن، پُورب، پچھم
لاکھوں دلبر، لیکن پھر بھی — تیرا عالم، تیرا عالم
حُسنِ تکلم، رنگِ تبسم — غم کا مُداوا، زخم کا مرہم
گاہ اشارہ، گاہ کنایہ — مُجمل مُجمل، مُبہم مُبہم
سوزِ مروّت، لطف سراپا — دردِ محبت پیہم پیہم
اپنے پرائے، یکساں یکساں — سب کا مُونس، سب کا ہمدم
استغنا کا عالم، واللہ — خاک برابر لاکھوں درہم
اُف رے دبی چنگاری دل کی — آگ لگا دی پُورب پچھم
آہ ترا اندازِ محبت — عشق میں شعلہ، حُسن میں شبنم

یاد رہیں گے تیرے جلوے — روشن روشن، مدھم مدھم
آہ کہ تجھ سے گرم تھی محفل — آہ کہ اب ہے درہم برہم
اُجڑا اُجڑا، ویراں ویراں — ہائے وہ رائپور کا عالم
ساحلِ جمنا پر کیا گزری — آہ وہ طوفاں برہم برہم
تم ہی کہو کچھ غم کی کہانی — اے لبِ راوی، اے لبِ جہلم
آہ نفیسِ زار کی حالت — بیکل بیکل، بے دم بے دم
اللہ اللہ دیکھ لیا ہے! — حشر سے پہلے حشر کا عالم
سینہ بریاں، دیدہ گریاں — آہ کہ اب کس حال میں ہیں ہم
ذکر کی دنیا سُونی سُونی — فکر کا عالم درہم برہم
دنیا دنیا، عقبیٰ عقبیٰ — عالم عالم تیرا ماتم
دل کہ شہیدِ ناز ہے تیرا — زندہ ہے اب بھی لیکن کم کم
آہ کہ تجھ بن چین نہیں ہے — یاد ہے تیری پیہم پیہم
انشاء اللہ، انشاء اللہ — آج سے ہے یہ وعدہ محکم
وہ جو عزیزِ جاں ہے تمہارا — وہ ہے ہمارا اُس کے ہیں ہم
آہ کہ زادِ حشر نہیں ہے! — آہ ندامت سے ہے سر خم
اے مرے مُشفق، اے مرے محسن! — تم ہو جیسے پھر مجھے کیا غم
ہاتھ میں تیرے ہاتھ دیا ہے — لاج بھی تیرے ہاتھ ہے ہمدم
حشر میں ہم کو بھول نہ جانا — یاد کے لائق گرچہ نہیں ہم

حشر تلک تُربت پر تیری
نُور کی بارش برسے چھم چھم

۱ — وصالِ مبارک: ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ روز پنجشنبہ! مطابق ۱۶ اگست ۱۹۶۲ء بوقت چاشت در بلدۂ لاہور پاکستان

۲ — [illegible]

(بشکریہ خدام الدین لاہور)

جناب الحاج غلام قاسم خان کھیتران رحمۃ اللہ علیہ

مولانا اللہ وسایا

حضرت مکرم الحاج غلام قاسم خان کھیتران رحمۃ اللہ علیہ ۲۰ مئی ۲۰۱۹ء بمطابق ۱۴ رمضان ۱۴۴۰ھ کو سوئے آخرت چل دیے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

آپ بلوچ قبیلہ کی کھیتران شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔ لتڑا تحصیل تونسہ کے رہائشی تھے۔ پھر ڈیرہ غازی خان میں آ کر آباد ہوئے۔ کاروباری شخصیت تھے۔ تیل کا کاروبار کیا۔ آپ کی دیانتداری کے باعث حق تعالیٰ نے اس میں بہت برکت دی۔ پہلے ایک آئل ٹینکر خرید کیا۔ ملتان شیر شاہ و کراچی سے ٹینکر کے ذریعہ آئل لاتے اور پٹرول پمپوں کو سپلائی کرتے۔ آپ کے ایک قریبی عزیز جناب عبدالرشید خان آپ کے ساتھ شریک کاروبار تھے۔ اس زمانہ میں آپ کا کاروباری سلسلہ میں اکثر ملتان آنا جانا رہتا تھا۔ اپنی دین داری کے باعث مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر اور جامعہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان میں آنا جانا شروع ہوا۔

اس زمانہ میں آپ کی بھرپور جوانی تھی۔ قد کاٹھ، صحت، خوبصورتی، وضع قطع شرعی، خاندانی وجاہت، چہرہ و بشرہ کی رونقوں سے قدرت نے وافر حصہ عنایت فرمایا تھا۔ بہت دلکش شخصیت تھے۔ پھر جن حضرات سے رابطہ ہوا وہ بھی اپنے اپنے دائرہ عمل کے امام اور زر خالص تھے۔ ان کا اثر آپ نے ایسے طور پر قبول کیا کہ ان حضرات سے اس نیازمندی نے محبت و خلوص قلبی کا درجہ حاصل کر لیا۔ یہی محبت آپ کو حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں لے کر گئی۔ ان حضرات سے تعلق کے باعث اپنے صاحبزادوں کو دین کی تعلیم سے بہرہ ور کیا۔ مولانا محمد نعیم، مولانا محمد سلیم دونوں جامعہ خیر المدارس سے فارغ التحصیل ہیں۔ جناب محمد کلیم صاحب قاری قرآن ہیں۔ آپ کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیۃ علماء اسلام سے عملاً گہرا تعلق تھا۔ اپنی صحت کے زمانہ میں ان جماعتوں کے اعلیٰ عہدوں پر فائز بھی رہے۔ دین کا درد رکھنے والے تھے۔ ہر دینی تحریک میں نمایاں کردار کے حامل رہے۔ تمام بے دین ولادین قوتوں کے سامنے سد سکندری کا کردار ادا کیا۔ آپ کا تبلیغی جماعت سے بھی تعلق رہا۔ اس کے نظم میں شریک ہو کر اپنے قلب و جگر کو بالیدگی بخشتے رہے۔ آپ کے کاروبار نے وسعت اختیار کی تو عمدہ رہائش گاہ، پلازہ، اپنے صاحبزادوں کی رہائش گاہوں کی تعمیر اور پھر تیل کے کاروبار کو وسعت دی۔ خود بھی پٹرول پمپ لگوایا۔

یوں زندگی بھر رزق حلال سے اپنی اولاد کے لئے وسعتوں کے سامان کرتے، دینی اداروں و دینی

مدارس کی بھی بھرپور خدمت کرتے رہے۔ بیٹے عالم بنے تو ان کو بھٹہ کالونی میں مدرسہ قائم کردیا۔ غرض آپ کی پوری زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی اور آپ کی یہ تمام جدوجہد شرعی حدود کی پابند اور شرعی احکامات کی بجاآوری سے عبارت تھی۔ آپ آخر وقت تک متحرک رہے۔ آپ کی جوانی کے زمانہ سے فقیر کا ان سے نیازمندی کا تعلق تھا۔ وہ ہمارے بزرگوں کے ساتھی تھے اور ہمارے لئے یادگار شخصیت کے مالک تھے۔ چار سال قبل فقیر کا ایک جمعہ حضرت پیر طریقت مولانا رشید احمد شاہ جمالی کے مدرسہ میں تھا۔ اس موقعہ پر آپ تشریف لائے۔ بیان سنا۔ دعائیں دیں۔ مجلس کے کام کا حال پوچھا تو انگ انگ، بال بال شگفتہ ہوگیا۔ بہت ہی دعاؤں سے نوازا اور فقیر کی آنکھوں کے سامنے گزشتہ نصف صدی کے ان سے وابستہ واقعات گھومنے لگے۔ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ ملتان کے ممتاز عالم دین جامعہ عمر بن خطاب کے مہتمم تبلیغی جماعت کے معروف رہنما حضرت مولانا کریم بخش نے ریلوے پلی عثمانیہ جنازہ گاہ میں آپ کی نماز جنازہ کی امامت فرمائی اور پھر قریبی قبرستان میں سپرد خاک کیا۔ گرمی، روزہ اور شوگر کے باعث کمزوری کی وجہ سے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کو سفر کی ہمت نہ ہوئی۔ فقیر راقم گھر پر تھا۔ اب عید کے چار ہفتہ بعد ان کے وصال کی خبر سنی تو دل مسوس کر رہ گیا۔ پرانے بادہ خوار اٹھتے جارہے ہیں۔ وہ جن روایات کے امین تھے وہ بھی عنقاء ہورہی ہیں۔ آخر قیامت نے آنا ہے۔ ان کا وصال بھی ہم مسکینوں کے لئے قیامت سے کم نہیں۔ حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ آمین!

حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ ہمدانی یکم رجون ۲۰۱۹ء شام کو وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ونده شاہ بلاول ضلع میانوالی، راولپنڈی مین روڈ پر ایک قدیم قصبہ ہے۔ وہاں نقشبندی بزرگ کی معروف خانقاہ اور ان کے گدی نشین رہتے ہیں۔ سادات ہمدانیہ کے اس خاندان کے ایک بزرگ حافظ جلال شاہ رحمۃ اللہ علیہ، خانقاہ سلیمانیہ تونسہ شریف کے سجادہ نشین حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ سید جلال شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا گھر بڑنگا نزد دلے والا ضلع بھکر تھا۔ حافظ سید جلال شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے تونسہ شریف میں کرائی تو یہ دلے والا سے تونسہ شریف آباد ہوگئے۔ حافظ سید جلال شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی اہلیہ دونوں ظاہری بینائی سے محروم تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے دیئے۔ ان میں سے ایک سید غلام مصطفیٰ شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم خانقاہ سلیمانیہ کے ساتھ قائم جامعہ محمودیہ میں حاصل کی۔ اس زمانہ میں مناظر اسلام مولانا عبدالستار تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر خورد مولانا احسان الحق تونسوی بھی یہاں پڑھتے تھے۔ مولانا احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھی تھے۔

مولانا احسان الحق ؒ تو دارالعلوم کبیروالا چلے گئے۔ پھر مدت العمر وہاں پڑھاتے بھی رہے۔ البتہ مولانا غلام مصطفیٰ شاہ ؒ نے قاسم العلوم ملتان سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود ؒ کے آپ نامی گرامی شاگرد تھے۔ اس زمانہ میں انہیں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ کی خدمت کی بھی اللہ تعالیٰ نے سعادت عنایت فرمائی۔ سید غلام مصطفیٰ شاہ ؒ بہت ہی اجلا لباس پہنتے تھے۔ پان کے رسیا تھے۔ وضع داری نبھانا انہیں آتی تھی۔ ان پر عسر ویسر کے دور آئے ہوں گے۔ لیکن آپ نے کبھی اپنی وضع داری کو ترک نہیں کیا۔ اسے نبھایا اور خوب نبھایا۔ حضرت مولانا محمد شریف جالندھری ؒ فرماتے تھے کہ سید غلام مصطفیٰ شاہ ؒ نے حضرت امیر شریعت ؒ کی خوب خدمت کی۔ ان کا عنایت کردہ دست غیب کا کوئی وظیفہ سید غلام مصطفیٰ ؒ کے پاس تھا کہ زندگی بھر خوب چہکتے مہکتے رہے اور قدرت نے کسی کا محتاج نہیں کیا۔

اس زمانہ میں تنظیم اہل سنت کے حضرت مولانا سید نور الحسن بخاری ؒ، حضرت مولانا دوست محمد قریشی ؒ، حضرت مولانا عبدالستار تونسوی ؒ بیرون بوہڑ گیٹ مسجد آم والی میں ان متذکرہ حضرات کا قیام ہوتا تھا۔ حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی ؒ، مولانا سید منظور احمد شاہ ؒ سے مولانا غلام مصطفیٰ شاہ ؒ کی شناسائی ہوئی جو پھر دوستی میں بدل گئی۔ اس مرکز میں آپ نے مناظرہ اور تقابل ادیان کا کورس کیا۔ پھر آپ کراچی چلے گئے۔ کچھ عرصہ کراچی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ کے طور پر گرانقدر درخشندہ یادوں کو قائم کیا۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد ؒ، حضرت مولانا تاج محمود ؒ، حضرت مولانا محمد شریف جالندھری ؒ سے بھی محبانہ ومخلصانہ تعلق تھا۔ جھنگ کے معروف احرار رہنما جناب بلال زبیری صاحب سے تعلقات ہوئے تو لال مسجد جھنگ شہر کی معروف اور مرکزی مین بازار کی مسجد میں امامت وخطابت سنبھال لی۔ یوں آپ کا جھنگ مستقل قیام ہوگیا۔ اب جنازہ بھی یہیں سے اٹھا ہے۔ حق تعالیٰ نے آپ سے خوب کام لیا۔ اس زمانہ میں حضرت مفتی غلام حسین ؒ جھنگ کے بلاشرکت غیرے مذہبی رہنما تھے۔ وہ جھنگ صدر میں اور مولانا غلام مصطفیٰ شاہ ؒ جھنگ شہر میں خوب ان حضرات کی جوڑی بنی۔ یہ بہت پرانی بات ہے۔ مولانا حق نواز ؒ کی تعلیم سے بھی پہلے کے یہ واقعات ہیں۔ ان دونوں حضرات نے اسلامیان جھنگ کی خدمت کی اور خوب کی۔ حق تعالیٰ نے ان حضرات کو خوب عزت وشہرت بھی دی۔

نہیں یاد کہ فقیر کا کب حضرت مولانا غلام مصطفیٰ شاہ ؒ سے تعارف ہوا۔ لیکن یہ خوب یاد ہے کہ مارشل لاء دور میں جب باب حضرت عمرؓ پر سانحہ رونما ہوا اور گولی چلی، تب یحییٰ خان کے مارشل لاء کا دور تھا۔ ان شہداء کا جنازہ پڑھنے کے لئے مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری ؒ تشریف لے گئے۔ تب شہر میں کرفیو کا سا منظر تھا۔ آپ نے طویل سفر دیہات اور ریلوے پٹڑی کے ساتھ پیدل طے کیا۔ فقیر کو بھی آپ

مرحوم کی ہمراہی کی سعادت سے اللہ تعالیٰ نے سرفراز کیا اور شہداء کے جنازہ میں شرکت کی سعادت نصیب فرمائی۔ یاد رہے کہ اس جنازہ کے منتظمین میں سب سے نمایاں سید غلام مصطفیٰ شاہ ؒ تھے۔ حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی ؒ سے آپ کی برادرانہ یاد اللہ تھی۔ اس زمانہ میں آپ نے جمعیۃ علماء اسلام میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جھنگ میں شیخ محمد اقبال جو جمعیۃ علماء اسلام کے امیدوار تھے۔ ان کے حق میں آپ نے وہ الیکشن مہم چلائی کہ خدا کی پناہ۔ حضرت مولانا خواجہ قمرالدین سیالوی ؒ کے مرید جناب غلام حیدر بھروانہ اور حضرت مولانا محمد ذاکر ؒ جامعہ محمدی شریف اور شیخ محمد اقبال یہ سب حضرات اس الیکشن میں دینی جماعتوں کے ٹکٹ پر کامیاب ہوئے۔ ان حضرات کی اس کامیابی میں نمایاں کردار جن حضرات نے ادا کیا ان میں مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ ہمدانی ؒ بھی شریک عمل تھے۔ آگے چل کر حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی ؒ جمعیۃ علماء اسلام سے علیحدہ ہوکر ہزاروی گروپ میں چلے گئے۔ جمعیۃ سے علیحدگی کے بعد پہلا جلسہ حضرت قاسمی ؒ کا جھنگ شہر میں مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ ؒ کے ہاں تھا۔ اس طرح شاہ صاحب ؒ بھی ہزاروی گروپ میں چلے گئے۔ یوں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی ؒ سے ان کی مؤدت قائم ہوئی۔ آپ اس زمانہ میں ایسے ہزاروی گروپ میں منہمک ہوئے کہ جھنگ صدر کی دینی قیادت مولانا مفتی عبدالحلیم، مولانا یٰسین، مولانا فاروق ان سے نالاں ہوگئے۔ آگے شیخ محمد اقبال صاحب بھی جمعیۃ علماء اسلام سے غفرلہ ہوگئے۔ یوں کسی زمانہ میں جھنگ جو جمعیۃ علماء اسلام کا گڑھ شمار ہوتا تھا اس میں انحطاط درکر آیا۔

یحییٰ خان صاحب کے مارشل لاء کے زمانہ میں مولانا سید غلام مصطفیٰ ؒ حج کے لئے تشریف لے گئے تو ان کے ہاں لال مسجد میں جمعہ پڑھانے کی مجلس نے فقیر کے ذمہ ڈیوٹی لگائی۔ مسجد کی انتظامیہ چاہتی تھی کہ سید غلام مصطفیٰ شاہ ؒ کی عدم موجودگی میں ان کو خطابت سے فارغ کردیں۔ یہ بہانہ تلاش کرنے کے چکر میں تھے۔ طے کیا کہ ان کی جگہ جو خطیب صاحب (فقیر راقم) جمعہ پر آتے ہیں انہیں کرایہ نہ دیا جائے تو یہ جمعہ چھوڑ دیں گے۔ ہماری مراد برآئے گی۔ فقیر نے ان کو یہ موقع نہ دیا۔ کرایہ کا فقیر کے ہاں کوئی مسئلہ نہ تھا۔ جمعہ پر بیان ہوتا رہا۔ حاضری بھی نہ ٹوٹی۔ مسجد کی انتظامیہ بھی متبادل راستہ پر چل نہ سکی۔ اس دور میں حج کے سفر میں چونکہ تین ساڑھے تین ماہ لگ جاتے تھے۔ شاہ صاحب ؒ حج پر تھے کہ اس سال محرم پر گزشتہ سال کی تلخی برقرار تھی۔ ابھی ۱۹۷۰ء کے الیکشن کو بھی دیر تھی۔ تب حکومت نے دس محرم کے جلوس سے قبل سنی قیادت کو گرفتار کرنا شروع کیا۔ فقیر جمعہ کے بعد جھنگ شہر سے ملتان جانے کے لئے جھنگ صدر تانگہ پر آرہا تھا تو مین روڈ پر سٹیڈیم کے قریب گرفتار کرلیا گیا۔ یوں جیل پہنچ گئے۔ تب جھنگ صدر و جھنگ شہر کی تمام دینی قیادت پہلے سے

جیل میں پہنچی ہوئی تھی۔ فقیر راقم بھی ان میں جا شامل ہوا۔ ایک ماہ بعد ضمانت ہوئی۔

جیل کے زمانہ میں جناب حاجی اللہ دتہ، جناب اللہ وسایا مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے صدر و ناظم کے عہدیداران تھے۔ ان حضرات نے خوب خدمت کی۔ میرے استاذ حضرت مولانا حافظ اللہ بخش ؒ جھنگ جیل ملاقات کے لئے انہیں حضرات کی رہنمائی میں تشریف لائے۔ مولانا سید غلام مصطفیٰ ؒ حج پر۔ ان کا نائب فقیر راقم جیل میں۔ لیکن علماء کی گرفتاریوں نے ایسا ماحول گرما دیا کہ پوشیدہ دلی خواہش کے باوجود مسجد کی انتظامیہ مسجد کی خطابت سے مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ ؒ کو ہٹا نہ سکی۔ شاہ صاحب ؒ حج سے واپس آئے۔ ادھر فقیر راقم بھی رہا ہوگیا۔ جب شاہ صاحب ؒ کو معلوم ہوا کہ میری نیابت کے لئے فقیر راقم نے کرایہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قربانی دی ہے تو اس بات سے اتنے متاثر ہوئے کہ فقیر راقم سے ان کی دوستی نے دو بھائیوں کی سی محبت کا روپ اختیار کرلیا۔ عرصہ تک ایسے رہا کہ وہ جمعہ جھنگ پڑھا کر فیصل آباد آتے اور اگلے جمعہ تک فقیر کا ساتھ رہتا۔ اس زمانہ میں حضرت قاسمی صاحب ؒ سے بھی ان کی دوستی کا رنگ سوایا تھا۔ وہ ان کے خواجہ تاش تھے اور فقیر ہر دو حضرات کے چہرہ آبرو پر نظر رکھنے کا کردار نبھاتا۔ گزری اور خوب گزری۔ پھر سانحہ حسو بلیل کا پیش آیا۔ گڑھ مہاراجہ میں تنظیم اہل سنت کی کانفرنس ہوئی۔ حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی ؒ اس کانفرنس کے مدار المہام تھے۔ مولانا حق نواز ؒ کا کردار بھی نمایاں تھا۔ اس جدوجہد میں مولانا سید غلام مصطفیٰ ؒ بھی کسی سے کم نہ تھے۔ لیکن جمعیۃ سے علیحدگی کے باعث وہ تنظیم اہل سنت کے سٹیج پر نمایاں ہونے کے باوجود کھوئے کھوئے رہنے لگے۔ آپ نے پھر جھنگ شہر لال مسجد کی خطابت کو خیرآباد کہا۔ فیصل آباد جناح کالونی مسجد غفوری میں کچھ عرصہ امام وخطیب رہے۔ جناب طاہر القادری صاحب جھنگ کے ہیں۔ جناب میاں محمد نواز شریف پنجاب کے وزیراعلیٰ تھے۔ جناب سید غلام مصطفیٰ شاہ ؒ کی خواہش پر طاہر القادری صاحب نے انہیں جامع مسجد دھوبی گھاٹ فیصل آباد میں اوقاف کا امام وخطیب لگوادیا۔ فقیر کا فیصل آباد سے چناب نگر تبادلہ ہوگیا۔ پہلے شاہ صاحب فیصل آباد میں فقیر کے ہاں مہمان رہتے۔ اب انہوں نے مسجد میں ڈیرہ لگایا اور پھر کسی نہ کسی بہانہ سے ریٹائرمنٹ کے باوجود اس مسجد میں ان کا آنا جانا رہا۔

آپ خوب مطالعہ کے دھنی تھے۔ ”یادوں کی برأت“ فقیر نے ان سے لے کر ایک رات میں پڑھی۔ ان کے مطالعہ کا ذوق خوب تھا۔ اشعار انہیں ازبر تھے۔ کبھی ذوق میں اشعار ترنم سے پڑھتے تو منظر بن جاتا۔ بات سے بات نکالنا ان پر ختم تھا۔ اس وقت کی دینی قیادت سے ان کے نیازمندانہ تعلقات تھے۔ حق تعالیٰ نے ان تمام بزرگوں کی خوبیوں کا ان کو نمونہ بنادیا تھا۔ مقدر کے خوب تیز آدمی تھے۔ جہاں رہے خوبصورت یادوں کا مرکز رہے۔ وہ بہت دوررس نظر رکھتے تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی تمام دینی قیادت سے

ان کے مراسم تھے۔ چنیوٹ، پھر چناب نگر کانفرنسوں و تعمیرات میں برابر باخبر رہتے تھے۔ چناب نگر کام میں مدد کے لئے ضلع جھنگ میں ان کا وجود بہت غنیمت تھا۔ آخری عمر میں آنکھوں کی رونق پھیکی پڑ گئی۔ اس کے باوجود انہوں نے یادوں کو خوب نبھایا۔ خوب طویل عمر پائی۔ ان کی یادوں کا ایک باب اور ان کی زندگی کا ایک دور اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔ فقیر کے وہ بھائی تھے۔ آخر تک یہ دوستی قائم رہی بلکہ مزید گہری ہوتی گئی۔ ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت تھی وہ سب جاتے رہے۔ مگر انہوں نے اس اداسی کو اپنے اوپر مسلط نہیں ہونے دیا بلکہ ان کی سنہری یادوں کو مزید جلا بخشتے رہے۔

فقیر راقم کی یادداشت میں ایک مولانا عبدالرؤف جتوئی والوں کی وفات کا عید کے بعد دفتر آکر ہفتہ بعد پتہ چلا۔ اس زمانہ میں فون وغیرہ کی دیہات میں سہولت حاصل نہ تھی۔ دوسرے محترم جناب سردار میر عالم خان لغاری ان کی وفات کا بھی ہفتہ عشرہ بعد کسی اخبار سے معلوم ہوا۔ تیسرے مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب کی وفات کا بھی بروقت علم نہ ہوا۔ فقیر کی عادت ہے کہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں فون بند رکھتا ہے۔ اس دوران ان کا انتقال ہوا۔ فقیر کو معلوم نہ ہوسکا۔ عید کے بعد دوستوں سے ملنا ہوا تو کسی نے ذکر نہ کیا۔ آج ۲۵؍جون کو مولانا فقیر اللہ اختر نے فون کیا۔ شاہ صاحب پر مضمون کا پوچھا تو فقیر نے وفات سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ تین ہفتے ان کے وصال کے بعد فقیر کو خبر ہوئی تو اس چوٹ سے دل اتنا گھائل ہوا کہ بس کچھ نہ پوچھئے۔ تاہم خوشی ہے کہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں وفات، ۲۶؍رمضان دن کو جنازہ۔ تدفین ۲۷؍رمضان شریف کی رات۔ زہے نصیب! کہ اس لال مسجد جھنگ شہر کی گلی میں واقع رہائش سے ان کا جنازہ اٹھا۔ وہ کیا گئے کہ یادوں کو ہی سمیٹ کے ساتھ لے گئے۔ خوب آزاد منش آدمی تھے۔ حضرت شاہ صاحب نیک سرشت، نرم خو، ہنس مکھ، دوست دار، غنی دل، سیر چشم، مرنجاں مرنج انسان تھے۔ دکھ، سکھ میں ہمیشہ تقدیر الٰہی پر راضی رہے۔ آپ اپنے معمولات کے نہایت سختی کے ساتھ پابند تھے۔ ورد و وظائف، تلاوت، کثرت درود شریف کے علاوہ اوراد فتحیہ حزب البحر پڑھنے کا معمول بلاناغہ جاری تھا۔

مرحوم کا نماز جنازہ مولانا عبدالعلیم حقانی خطیب لال مسجد نے پڑھایا اور جھنگ سٹی کے بڑے قبرستان میں ابدی نیند سو گئے۔ حق تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین!

محقق العصر حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ

۲۲؍جون ۲۰۱۹ء کو لاہور میں محقق العصر، بقیۃ السلف، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا ڈاکٹر عبدالواحد لاہور میں یکم جنوری ۱۹۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی عمر میں قرآن مجید حفظ

کیا۔ پھر سکول وکالج کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ۱۹۷۴ء میں ایم.بی.بی.ایس کا کورس مکمل کیا۔ ایم.بی.بی.ایس کے بعد جامعہ مدنیہ لاہور میں دینی تعلیم کی تکمیل کی اور ۱۹۸۳ء میں وفاق المدارس کا امتحان پاس کیا۔ جامعہ مدنیہ میں حضرت مفتی عبدالحمید صاحب وحضرت قاری عبدالرشید سے تخصص فی الافتاء کیا۔ جامعہ مدنیہ، جامعہ دارالتقویٰ، جامعہ احیاء العلوم لاہور میں تدریس کی خدمات انجام دیں۔ جامعہ مدنیہ میں ۱۹۸۳ء سے ۲۰۰۲ء اور جامعہ دارالتقویٰ میں ۲۰۰۳ سے ۲۰۱۹ء تک افتاء اور تخصص کی تدریس کی خدمات سرانجام دیں۔ اس وقت آپ کا ملک کے چوٹی کے محقق مفتیان میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کے فتویٰ کو قدرومنزلت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا اور اس دور کے مفتیان آپ کے فتویٰ کو حجت کا مقام دیتے تھے۔

آپ کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ سے تھا جو آپ کے استاذ بھی تھے۔ ان کے بعد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے اور آپ سے خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ دو درجن سے زائد کتب ورسائل کے مصنف تھے۔ آپ کے قیمتی، علمی مضامین اس کے علاوہ ہیں۔ تفسیر فہم القرآن آپ نے چار جلدوں اور فہم حدیث تین جلدوں، مسائل بہشتی زیور دو جلدوں میں لکھی۔ آپ کے ۱۴۱ مضامین کا مجموعہ ’’فقہی مضامین‘‘ کے نام سے چھپا ہوا موجود ہے۔ اس دور کے متجددین کے خلاف آپ کا وجود دورِ عمر کی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت قبلہ مولانا مفتی عبدالواحد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے احقاق حق وابطال باطل کے لئے ایسے طور پر اپنی بارگاہ میں قبول کیا کہ وہ بلاخوف لومۃ لائم ہر باطل کے خلاف ننگی تلوار بن جاتے تھے۔ لیکن اس تمام تحقیق وتدقیق، دلائل، اثبات وابطال میں ہمیشہ عالمانہ شان برقرار رہتی۔ آپ کا قلم کسی کی تردید میں بھی دل آزار وعامیانہ انداز اختیار نہ کرتا۔ آپ دلائل سے قائل کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے جن کے متعلق بھی قلم اٹھایا وہ آپ کے دلائل کی معقولیت اور وزن کے قائل ہوئے۔ ان کی تائید وتردید سب خلوص کا پرتو لئے ہوتی تھی۔ آپ کے مخالف بھی آپ کی اس وصف کے مداح نظر آتے ہیں۔

آپ نے پینتیس سال فتویٰ نویسی میں گزارے۔ اس وقت آپ عدیم النظیر محقق شمار ہوتے تھے اور اہل علم حضرات کی نظروں میں وقیع درجہ پر آپ فائز تھے۔ آپ کے شاگرد حضرت مولانا مفتی محمد شعیب راوی ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے حضرت مفتی عبدالواحد اس وقت مقام رفیع رکھتے تھے۔ مفتی محمد شعیب صاحب کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چوبرجی یونٹ کی ذمہ داری تفویض ہوئی تو حضرت مفتی صاحب مرحوم نے اسے سعادت کی بات قرار دیا۔ مفتی مرحوم نے مرزا قادیانی اور بہائی فرقہ کے خلاف بھی جاندار

علمی مضامین تحریر کیے۔ فقہ حنفی کی آڑ میں تحفظ ناموس رسالت قانون میں تبدیلی کی لہر کے سامنے آپ کے قلم ترجمان حق نے بند باندھا ’’توہین رسالت کا مسئلہ اور عمار ناصر‘‘ کے نام سے آپ کے رشحات قلم نے غامدی، متجددین وملحدین پر اوس ڈال دی۔ آپ کا یہ مقالہ مطبوعہ عام مل جاتا ہے۔ مولانا مفتی محمد شعیب صاحب کی روایت کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شائع کردہ ساٹھ جلدوں پر مشتمل احتساب قادیانیت کے سیٹ کو ادارہ کے لئے مہیا کرنے کا حکم دیا۔ جس کی تعمیل ہوئی۔ فقیر اپنے لئے یہ اعزاز کی بات سمجھتا ہے کہ آپ ایسے حجۃ اللہ شخص نے ’’چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگا رنگ‘‘ کو مسلسل زیر مطالعہ رکھا اور بسا اوقات اس کو پڑھوا کر سنتے بھی تھے۔ ۲۲ رجون کو وصال فرمایا۔ غازی علم الدین شہید کے احاطہ قبرستان میانی شریف میں رحمت حق کے سپرد ہوئے۔ حق تعالیٰ اپنے شایان شان رحمت سے ان کی مزار مقدس کو شرابور فرمائیں اور ان کے شاگردوں کو ان کے جادۂ حق پر چلنے کی توفیق رفیق فرمائیں۔ آمین!

جناب شیر محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ احمد پور شرقیہ

۲۵ رجون ۲۰۱۹ء کو جناب شیر محمد قریشی احمد پور شرقیہ میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

جناب شیر محمد صاحب قریشی احمد پور شرقیہ محلہ عباسیاں کی قریشی برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ غلہ منڈی میں اجناس کی آڑھت کا کاروبار کرتے تھے۔ ڈویژن بھر میں آپ کی تجارتی سرگرمیوں کا حلقہ اثر تھا۔ آپ اپنی دینداری میں بہت مشہور تھے۔ احمد پور شرقیہ کے حضرت مولانا غلام احمد خطیب جامع مسجد محلہ عباسیاں کے تربیت یافتہ اور ان کے شاگرد تھے۔ مولانا مرحوم کے وصال کے بعد آپ نے مسجد کمیٹی میں شمولیت کے ذریعہ مسجد کی آبادی، مسجد میں قائم مدرسہ کی ترقی وتنظیم، اسی جامع مسجد میں عرصہ بعید سے ۹، ۱۰ رمحرم الحرام کو سالانہ سیرت اہل بیتؓ کانفرنس کے انعقاد کے تسلسل کو برقرار رکھنا، ان امور میں ایسے حصہ لیا کہ ایک مثال قائم کر دی۔ اپنی نیک شہرت اور دیانتداری کے باعث اپنے محلہ پھر اپنے شہر کے عوام کے مسائل سرکاری سطح پر حل کرانے کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔

آپ کے استاذ مولانا غلام احمد صاحب کا مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ وہ احمد پور شرقیہ میں مجلس کے صدر اور پھر مرکزی شوریٰ کے رکن بھی رہے۔ جناب شیر محمد قریشی نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام میں بھی اپنی ذات کو کھپایا۔ اس وقت وہ احمد پور شرقیہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی شناخت وپہچان کا درجہ حاصل کر چکے تھے۔ ملتان دفتر مرکزیہ کے اجلاسوں، چناب نگر کی کانفرنسوں میں شرکت اور نظم کا حصہ بنتے تھے۔ جمعیۃ علماء اسلام میں بھی سرگرم عمل رہے۔ دونوں جماعتوں کی قیادت سے ان کے محبانہ ومخلصانہ مراسم تھے۔ آپ کا گھرانہ علماء کرام کا میزبان گھرانہ شمار ہوتا تھا۔ علماء سے اس تعلق کے صدقہ میں آپ کے ایک

چھوٹے بھائی نے خان پور جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ سے دورہ حدیث تک کی تعلیم مکمل کی۔

آپ کے تمام صاحبزادگان اپنے اپنے طور پر تعلیم یافتہ ہیں اور کاروبار کر رہے ہیں۔ اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں۔ سب شادی شدہ ہیں۔ یوں جناب شیر محمد صاحب قریشی کو اللہ تعالیٰ نے دینی و دنیوی شہرت وعزت فارغ البالی و وسعت نصیب فرمائی۔ جس کام کا آغاز کیا قدرت نے اس میں برکت ڈال دی۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے شوگر نے گھیرا ہوا تھا۔ علاج بھی مسلسل جاری رہا لیکن اس جن کو بوتل میں بند نہ کیا جا سکتا تھا، نہ کر پائے۔ شوگر نے جہاں دیگر عوارضات کو ترقی دی وہاں جسم کے ساتھ دل بھی کمزور ہوا۔ بلڈ پریشر بھی زیروبم اختیار کرتا رہا۔ تاآنکہ وقت موعود آن پہنچا۔ ۲۵ر جون کو رات گئے دل کا اٹیک ہوا۔ دنیا سے منہ موڑا۔ جنت کی راہ لی۔ سب عزیز و اقارب کے دیکھتے دیکھتے بڑی سرعت کے ساتھ ایک جہان سے دوسرے جہان کو کوچ کر گئے۔ اگلے دن محمود پارک احمد پور شرقیہ کی جنازہ گاہ میں جنازہ ہوا۔ منڈی، محلّہ، شہر، ضلع بھر سے عزیز و اقارب، دینی قیادت، دینی مدارس، علماء، طلباء، ہمسایہ گان و شہریان نے بھرپور شرکت کی۔ حضرت قاری سید پیر عبدالحلیم شاہ نے امامت کی اور مرحوم کو یوں رحمت حق کے سپرد کر دیا گیا۔ حق تعالیٰ ان کی مرقد کو بقعۂ نور بنائیں۔ ان کی قبر کو اپنی رحمتوں سے تاابد شرابور فرمائیں۔ حق تعالیٰ محض اپنے کرم سے ان کی سیئات کو حسنات سے مبدل فرمائیں۔ بال بال مغفرت انہیں نصیب ہو۔ آمین! ان کے وصال سے ایک اچھے انسان سے دنیا خالی ہوگئی۔ حق تعالیٰ ان کے اگلے سفر کو اچھائی کا سفر بنا دیں۔ آمین!!

حضرت مولانا غلام فرید قیصرانی رحمۃ اللہ علیہ

۲ر جولائی ۲۰۱۹ء کو ٹبی قیصرانی تحصیل تونسہ شریف میں حضرت مولانا غلام فرید قیصرانی انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

جامعہ امینیہ دہلی کے فارغ التحصیل اور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید مولانا غلام حسن صاحب ساکن چاہ مولوی والا نزد ٹبی قیصرانی تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان کے ہاں قریباً ایک صدی قبل ایک نومولود بیٹے کا نام غلام فرید رکھا گیا۔ آگے چل کر یہ صاحبزادہ، مولانا غلام فرید قیصرانی ایک متبحر عالم دین، معروف مذہبی رہنما، جمیعت و حریت اسلامی کا پیکر، اخلاص وللّٰہیت کا مجسمہ، معقول و منقول کے نامور مدرس اور درویش منش، فرشتہ خصلت، مرد مجاہد کے حوالہ سے جانے پہچانے گئے۔

ٹبی قیصرانی کے قریب بستی لاشاری میں ملک عزیز کے نامور عالمی خطیب مولانا سید عبدالمجید ندیم رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حافظ سید غلام سرور شاہ صاحب پڑھاتے تھے۔ سید سرور شاہ صاحب کا گھر تو بستی کالو میں تھا لیکن وہ پڑھاتے بستی لاشاری میں تھے۔ ان کے ہاں مولانا غلام فرید صاحب نے قرآن مجید حفظ کیا۔

مولانا غلام فرید صاحب کے والد گرامی مولانا غلام حسن قیصرانی بستی واڑہ سیہڑ ضلع لیہ کے ایک دینی مدرسہ میں مدرس تھے۔ اس مدرسہ میں ایک اور مدرس تھے جن کا نام مولانا شیخ عبدالرحیم تھا۔ مولانا شیخ عبدالرحیم کے والد کا نام مولانا غلام رسول تھا اور یہ نومسلم تھے۔ یہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی ؒ کے شاگرد رشید تھے۔ ان کے صاحبزادہ مولانا شیخ عبدالرحیم صاحب بھی دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔

اپنے والد گرامی مولانا غلام حسن قیصرانی اور مولانا شیخ عبدالرحیم صاحب کے ہاں بستی واڑہ سیہڑ میں حفظ کے بعد درجہ کتب میں مولانا غلام فرید نے داخلہ لیا۔ ان ہر دو اساتذہ سے کتب کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ عبیدیہ قدیر آباد ملتان میں داخلہ لیا۔ قاسم العلوم ملتان میں بھی آپ نے پڑھا اور ثقہ روایت کے مطابق مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ؒ کے ابتدائی شاگردوں میں آپ شامل تھے۔ ملتان قیام کے دوران حضرت امیر شریعت ؒ کی زیارت وخدمت سے بھی آپ مشرف ہوئے۔ البتہ تکمیل اپنے والد گرامی اور مولانا شیخ عبدالرحیم صاحب کے ہاں فرمائی۔ مولانا غلام فرید قیصرانی نے دورہ تفسیر حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی ؒ کے ہاں مخزن العلوم خان پور میں کیا۔ ان سے بیعت کا بھی شرف حاصل کیا۔

اس کے بعد اپنے مادر علمی واڑہ سیہڑ میں کچھ عرصہ پڑھاتے رہے۔ بستی کو ہر نزد وہوا میں کھیتران قبیلہ کی مسجد میں امامت وخطابت پر بھی کچھ عرصہ فائز رہے۔ اس کے بعد قیصرانی اور میانہ برادری کے اصرار پر آپ تمبی قیصرانی میں تشریف لائے اور یہاں ایک مسجد میں مدرسہ معراج العلوم قائم کیا۔ یہ بیسویں صدی کے نصف ثانی کے اوائل کی بات ہے۔ مدرسہ معراج العلوم کا اہتمام اور مسجد کی خطابت نے آپ کے خلوص کے باعث ایسی صورت اختیار کی کہ حفظ وناظرہ اور درجہ کتب کی تعلیم کا دیکھتے دیکھتے آغاز ہو گیا اور اس ادارہ نے پورے علاقہ میں مرکزیت حاصل کر لی۔ اس علاقہ کے سینکڑوں علماء، فضلاء اور خطباء نے ابتدائی تعلیم اور مولانا غلام فرید صاحب کی شاگردی کا اعزاز اسی ادارہ میں حاصل کیا۔

مولانا غلام فرید صاحب نے جمعیۃ علماء اسلام کے لئے اس علاقہ میں مثالی خدمات سرانجام دیں۔

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحب ؒ قومی اسمبلی اور مولانا غلام فرید صوبائی اسمبلی کے امیدوار تھے۔ مولانا مفتی محمود ؒ تو قومی اسمبلی کے اس حلقہ سے بھی ممبر منتخب ہو گئے لیکن بھٹو حکومت پر دھاندلی کا الزام اس تواتر سے لگا کہ قومی اتحاد نے صوبائی الیکشن کا بائیکاٹ کر دیا۔ ورنہ مولانا غلام فرید کے صوبائی ممبر منتخب ہونے کی واضح توقع تھی۔ مولانا مفتی محمود، مولانا محمد عبداللہ درخواستی، مولانا سید نور الحسن بخاری، مولانا دوست محمد قریشی، مولانا علاؤ الدین، مولانا عبدالستار تونسوی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لال حسین اختر ؒ ایسے مشاہیر اس دور میں تمبی قیصرانی آپ کی دعوت پر تشریف لائے۔

علاقہ میں بلکہ خود آپ کی برادری کے تمن سرداروں میں قادیانیت کے اثرات تھے۔ ان کے

خلاف آپ اس علاقہ میں سد سکندری بن کر کھڑے ہوئے۔ آپ کی بہادری و جرأت مندی کا یہ عالم تھا کہ قبائل کے سردار ہونے کے باوجود قادیانی، مولانا غلام فرید قیصرانی کے سامنے آنے سے ہچکچانے لگے۔ ان پر ایسا ''دھن'' طاری ہوا کہ ان کی تمام رعونت زمین بوس ہوگئی اور قادیانیت دشمن داری ناک رگڑنے اور منہ کے بل زمین پر رینگنے لگی۔ مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر صاحب اور مولانا صوفی اللہ وسایا کا آپ اپنی تحصیل میں ہفتوں ہفتوں کا تبلیغی دورہ رکھتے۔ مولانا غلام فرید کی جوانی کا عالم تھا۔ سر پر پگڑی، کندھے پر بندوق، دل میں ایمان کا نور، اس عالم میں آپ عالمانہ وقار سے اس تبلیغی قافلہ کو لے کر قریہ قریہ، شہر شہر گھومتے تو جہاں آسمانوں پر فرشتے رشک کرنے لگتے، وہاں زمین پر ابلیس خاک بسر ہوجاتا۔ واقعہ یہ ہے کہ قادیانی کفر بواح کے خلاف آپ نے اپنی جرأت عالمانہ سے وہ جہد مسلسل کا ریکارڈ قائم کیا کہ شاید آئندہ بھی اسے کوئی نہ توڑ سکے گا۔ قادیانی دشمن دار الیکشن میں کھڑے ہوتے۔ کاغذات نامزدگی سے لے کر الیکشن مہم، بلکہ نتیجہ آنے تک آپ سایہ کی طرح قادیانیت کا ایسا تعاقب کرتے کہ جھوٹے کو اس کی ماں کے گھر تک پہنچا کر آتے۔

شیر گڑھ کی ایک مسجد میں قادیانی دشمن دار کو دفن کر دیا گیا۔ علاقہ کی پوری دینی قیادت کے ہمراہ کئی ماہ تک آپ نے ایسا معرکۂ حق قائم کیا کہ ''کفر ہار گیا اور اسلام جیت گیا'' آپ بہادر تھے۔ حق گو اور جرأت مند تھے۔ غیرت و اخلاص کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ انتہائی سادہ اور درویش منش۔ مگر کفر کے مقابلہ میں آیۃ من آیات اللہ اور سیف من سیوف اللہ تھے۔ آپ حق کے لئے ایسے ڈٹ جاتے کہ کوہ سلیمان کو بھی آپ کے استقلال کے سامنے پسینہ آجاتا۔ آخری عمر میں فرقہ واریت اور نام نہاد عسکریت پسندی کے عفریت نے ایسا پھن پھیلایا کہ آپ کے قریبی حلقہ کے لوگ بھی اس طغیانی میں جادہ مستقیم سے ہٹ کر حکومتی آفتوں اور بلاؤں کا شکار ہوگئے۔ ان کے بعد دیگرے صدمات نے آپ کو زمین سے لگا دیا۔ زہے نصیب! کہ سو سال کے قریب زندگی پائی۔ اپنے ادارہ کو ایسے سینہ سے لگائے رکھا کہ آج اسی کے صحن میں پیوند خاک ہوئے۔

جمعیۃ علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت سے آپ کا عاشقانہ تعلق تھا۔ جو روز بروز ترقی و وسعت کے مدارج طے کرتا گیا۔ چنیوٹ و چناب نگر و ملتان کے اہم ختم نبوت اجتماعات میں آپ صحت کے زمانہ میں شرکت سے سرفراز فرماتے۔ غائبانہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے۔ دسمبر ۲۰۱۸ء مظفر گڑھ میں جمعیۃ علماء اسلام کی میزبانی میں تحفظ ناموس رسالت ﷺ ملین مارچ کی تیاری کے لئے اس علاقہ کا سفر ہوا۔ آپ کی زیارت کے لئے حاضری ہوئی۔ آپ تلاوت فرمارہے تھے۔ مرور زمانہ کے باعث نقاہت نمایاں تھی۔ آپ کا چہرہ اور وجود بقعۂ نور بنے ہوئے تھے اور یہی کیفیت وصال کے بعد تھی۔ جس نے آپ کے چہرہ کی نورانیت کو دیکھا، عش عش کر اٹھا۔ حق تعالیٰ ان کے جملہ عزیزان اور ان کے ادارہ کو ترقیوں سے سرفراز کرے۔ آمین!

حضرت مولانا احمد حسن امروہی ؒ اور رد قادیانیت

مولانا سید انظر شاہ کشمیری ؒ

(پیدائش:۱۲۶۷ھ ...... وصال:۱۳۳۰ھ)

مولانا سید احمد حسن امروہی ؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ کے نامور شاگرد اور متبحر عالم تھے۔آپ کے متعلق مولانا سید انظر شاہ کشمیری ؒ نے لکھا ہے:

’’رد قادیانیت میں ابوالحسن صاحب علی میاں ندوی نے حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری، مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری، مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، مولانا محمد علی صاحب مونگیری کا نام لیا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں حضرت محدث امروہی نے بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔آپ کے زمانہ میں امروہہ کے ایک اور محمد احسن صاحب اور حکیم نورالدین صاحب مرزا کی مہدویت اور مسیحیت کی تصدیق کر کے مرتد اور بے دین ہوگئے تھے۔صاحب تذکرہ الکرام فرماتے ہیں:’’انہوں نے آخر حصہ عمر میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیحیت ومہدویت کی تصدیق کی اور جماعت احمدیہ مرزائیہ مشرب کی تبلیغ بھی کرتے رہے۔الخ!ان کو قادیانی مشن کی جانب سے گھر بیٹھے تنخواہ برابر ملتی رہی۔‘‘ (از رسالہ دارالعلوم دیوبند)

جب یہ فتنہ امروہہ کو پہنچا تو آپ نے شمشیر برہنہ ہوکر اس کا مقابلہ کیا اور اس فتنہ کا قلع قمع کر دیا۔ حضرت محدث امروہی نے اس سلسلہ میں مرزا غلام احمد کو بھی مناظرہ ومباہلہ کی دعوت دی تھی۔چنانچہ آپ نے ایک خط مرزا کو لکھا:

’’بسم اللہ! آپ تشریف لایئے میں آپ کا مخالف ہوں۔آپ مسیح موعود نہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ آپ اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔میں بنام خدا مستعد ہوں۔خواہ مناظرہ کریں یا مباہلہ،آپ اپنے اس دعویٰ کا احادیث صحیحہ معتبرہ اور قرآن پاک سے ثبوت دیں اور میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس دعویٰ کی قرآن واحادیث صحیحہ سے تردید کروں گا۔ والسلام علی من اتبع! راقم خادم الطلبہ احقر الزمن احمد حسن غفرلہ۔‘‘ (رسالہ دارالعلوم)

بالآخر رام پور میں نواب حامد علی خان کی زیر صدارت ۱۵؍جون ۱۹۰۹ء کو قلعہ میں یہ مناظرہ ہوا۔ قادیانیوں کو بری طرح سے شکست ہوئی۔رد قادیانیت میں آپ کی ایک عربی تقریر کا اقتباس رسالہ دارالعلوم دیوبند شعبان ۱۳۷۳ھ میں شائع ہوا تھا۔ہم اس کا صرف اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں:’’اس میں کوئی شک

نہیں کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان کی طرف اٹھالیا اور ان کو قتل وصلیب سے بچالیا۔ وہ قرب قیامت میں خروج دجال کے بعد دمشق کے جانب شرقی منارہ کے نزدیک اتریں گے۔ وہ دو زرد چادروں میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ دو فرشتوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔ گویا وہ ابھی غسل خانے سے غسل کر کے برآمد ہوئے ہیں۔ وہ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ موقوف کردیں گے۔ دجال اکبر ان کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ ان کے سانس سے کافر مرجائے گا۔ جہاں تک ان کی نظر جائے گی باطل ختم ہوجائے گا۔ یہ باتیں حق ہیں۔ اس میں باطل کو راہ نہیں، کتاب اللہ سے اور نبی صادق ومصدوق ﷺ کے اقوال سے یہی ثابت ہے جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسیح ابن مریم وفات پاگئے اور وہ خود (نعوذ باللہ) مسیح موعود ہے۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت کی اور اس نے کتاب اللہ اور احادیث کی نصوص ظاہرہ سے اعراض کیا اور امر ثابت کی مخالفت کی۔ وہ ''من یشاقق الرسول...... الآیۃ'' کا مصداق ہے۔

یہ مرزائی لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ نزول عیسیٰ کے منکر ہیں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے قول کو باطل کر کے دکھلائے گا اور حق کی فتح ہوگی۔ اللہ تعالیٰ بہترین کارساز ہے۔ اے مسلمانو! اور اے کتاب اللہ کتاب الرسول کے شیدائیو! تم اس گمراہ اور گمراہ کن شخص سے بچتے رہو اور اس کے میل جول سے سخت پرہیز رکھو۔ اس لئے کہ یہ اس امت کا دجال ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک تیس جھوٹے دجال نہ آجائیں ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔''

(رسالہ دارالعلوم دیوبند ۱۳۷۳ھ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری شفاعت فرمائیں گے

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر ایک کتاب ''عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام'' لکھی۔ یہ وہ کتاب جس کے بارے میں خود فرمایا کرتے تھے کہ حیات مسیح علیہ السلام پر میں نے ایسی کتاب لکھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بناء پر میری شفاعت فرمائیں گے۔

عجیب اتفاق ہے کہ آپ کے مایہ ناز شاگرد اور علوم انوری کے وارث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے ایک خواب میں دیکھا کہ ایک مصلّی آسمان سے اترا اس کے کنارے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور دوسرے کنارے پر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ بیٹھے ہیں۔ جس کی تعبیر یہی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت شاہ صاحبؒ کی شفاعت فرمائی۔ پھر آپ نے ''تحیۃ الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام'' نامی کتاب لکھی۔ اس کے علاوہ دیگر کتابیں بھی لکھی اور لکھوائیں۔ (سوانح وافکار حضرت بنوریؒ ص ۱۹۳،۱۹۴)

جناب بھٹو صاحب اور رد قادیانیت

قسط نمبر 3

مولانا اللہ وسایا

بھٹو مرحوم کے مندرجات مقام فکر بھی ہیں اور سوالیہ نشان بھی:

ان کا مطلب ہے کہ ایک کافر کی شہادت ایک مسلمان کے خلاف جائز نہیں ہے۔ کیا ایک کافر کی گواہی، ایک ایسے مسلمان کے خلاف جو اپنے قلم سے اس کو غیر مسلم اور مرتد قرار دے چکا ہو، شرعاً جائز ہے؟ مزید برآں بھٹو صاحب کی پھانسی پر قادیانیوں نے جشن منایا اور مٹھائیاں تقسیم کیں اور اپنے جھوٹے مدعی نبوت اور انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کی کتابوں کو کھنگالنا شروع کر دیا کہ شاید کوئی ایسا لفظ مل جائے۔ جسے وہ الہام بنا کر جناب بھٹو پر چسپاں کر سکیں۔ طویل تلاش و بسیار کے بعد مرزا قادیانی کی ایک نام نہاد وحی ملی کہ: ”ایک شخص کی موت کی نسبت خدا تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ (کلب یموت علی کلب) یعنی وہ کتا ہے اور کتے کے عدد پر مرے گا۔ جو باون سال پر دلالت کر رہے ہیں یعنی اس کی عمر باون سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔ جب باون سال کے اندر قدم دھرے گا تب اسی سال کے اندر اندر راہی ملک بقاء ہوگا۔“ (ازالہ اوہام ص۱۸۶، ۱۸۷، خزائن ج ۳ ص۱۹۰، تذکرہ مجموعہ الہامات ص۱۷۹، ۱۸۰)

اس خود ساختہ اور من گھڑت الہام کو سچا ثابت کرنے کے لئے کتے کے اعداد نکالے جو ۵۲ بنتے ہیں اور پھر اسے بھٹو مرحوم پر چسپاں کر دیا کہ چونکہ بھٹو صاحب کو ۵۲ سال کی عمر میں پھانسی ہوئی اور مرزا قادیانی کا یہ الہام بھٹو صاحب کے بارے میں ہے۔ لہٰذا کتا (بھٹو) کتے کی موت مر گیا۔ (استغفر اللہ) اس موقع پر مولانا تاج محمود ﷫ نے اپنے پرچہ ہفت روزہ لولاک فیصل آباد میں لکھا تھا کہ: ”یہ الہام نہیں بلکہ مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے مرزا محمود کو کسی شرارت پر جھڑکا ہوگا اور کہہ دیا ہوگا کہ یہ کتا ہے کتے کی موت مرے گا۔ ماں باپ خواہ مسلمان ہوں یا مرزا قادیانی کی طرح کافر و مرتد اور زندیق ہوں ان کی بددعا اکثر و بیشتر اولاد کے بارے میں اپنا اثر دکھاتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی اس بددعا نے (جسے الہام بنا دیا گیا) اپنا اثر دکھایا اور مرزا محمود گیارہ سال تک خارش زدہ باؤلے کتے کی طرح ایک علیحدہ کمرے میں قید رہا۔ جس کے ساتھ کسی کو ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ آخری دنوں میں تو اس کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ کتے کی طرح بھونکتا تھا۔ چونکہ مرزا محمود کی عمر باون سال تھی اور ”کلب“ کے عدد بھی ۵۲ ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ بددعا مرزا محمود کو لگی اور وہ کتے کے عدد پر مر گیا۔“

قادیانیوں کا بھٹو کے خلاف فیصلہ کے بارے میں جو نقطہ نظر تھا وہ مشہور قادیانی چوہدری ظفر اللہ

خان کے ایک انٹرویو کی صورت میں سیاسی اتار چڑھاؤ از منیر احمد خان میں شائع ہو چکا ہے۔ جس میں اس نے بھٹو صاحب کے بارے میں اس قسم کی بکواس کی ہے اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران لندن میں ایک پریس کانفرنس میں سر ظفر اللہ خان نے بھٹو مرحوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ: ’’آپ بدعہد ہیں، ناقابل اعتماد ہیں، احسان فراموش ہیں۔‘‘ (ہفت روزہ چٹان ج۱۱ش۳۹، مورخہ ۱۷؍مارچ ۱۹۸۷ء)

حالانکہ بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر وہ تاریخی کارنامہ سرانجام دیا کہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ ان کی یہ شاندار خدمت تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے اور اس معاملے میں ہم انہیں ملک وملت کا محسن گردانتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ایک طویل عرصہ تک پاکستان میں صدر کے سائنسی مشیر رہ چکے ہیں۔ وہ مسٹر بھٹو کے سائنسی مشیر بھی رہ چکے تھے۔ ڈاکٹر عبدالسلام جب تک مسٹر بھٹو کے مشیر رہے، ان کی تمام صلاحیتیں قادیانی لابی کے لئے سرگرم رہیں۔ جناب بھٹو کچھ کچھ قادیانیوں کے عزائم سے باخبر ہو گئے تھے۔ انہیں بالآخر احساس ہو گیا تھا کہ ان کے اقتدار کے گرد دائرہ تنگ ہوتا جارہا ہے۔ مسٹر بھٹو کے دور میں ایک سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام کو دعوت نامہ بھیجا گیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب قومی اسمبلی نے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر عبدالسلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ اسے وزیر اعظم سیکرٹریٹ کو واپس بھیج دیا۔

I do not want to set foot on this accursed land until the Constitutional amendment is withdrawn.

ترجمہ: ’’میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا، جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔‘‘

مسٹر بھٹو نے جب یہ ریمارکس پڑھے تو غصہ سے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ انہوں نے اشتعال میں آکر اسی وقت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے سیکرٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو فی الفور برطرف کر دیا جائے اور بلاتاخیر نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے۔ وقار احمد نے یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کی بجائے اپنی ذاتی تحویل میں لے لی تاکہ اس کے آثار مٹ جائیں۔ وقار احمد بھی قادیانی تھا۔ یہ کس طرح ممکن تھا کہ اتنی اہم دستاویز فائلوں میں محفوظ رہتی، اتنی دریدہ دہنی اور ڈھٹائی کے باوجود جب ڈاکٹر عبدالسلام پاکستان آتے ہیں تو ان کی پذیرائی میں سرکاری باچھیں کھل جاتی ہیں اور ان کا شایان شان خیر مقدم کیا جاتا ہے۔ وطن عزیز کی رسوائی اور حد درجہ بے حرمتی کرنے والے اس ڈاکٹر کی پذیرائی کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

(ڈاکٹر عبدالقدیر اور کہوٹہ ایٹمی سنٹر از یونس خلش ص۸۰)

ستمبر ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم نے قادیانی جماعت کا ذہنی توازن ہی بگاڑ دیا تھا۔ وہ دن اور آج کا دن

''ربوہ'' سے ایک ہی رٹ سننے میں آتی ہے کہ پاکستان کی قومی اسمبلی کو آئین کے اندر کافر اور مسلمان کے بارے میں کسی بھی امتیازی شق کو منظور کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ انہوں نے بھٹو شہید اور ان کی پارلیمنٹ کے خلاف بکواس کرنا شروع کر دی۔ پندرہ روزہ قادیانی جریدہ ''لاہور'' کے ایڈیٹر ثاقب زیروی قادیانی نے ۱۱ر فروری ۱۹۷۹ء کی اشاعت میں ان معزز ممبران اسمبلی جنہوں نے مسلمانوں کے دیرینہ مطالبہ کو منظور کرتے ہوئے اسلام دشمن قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دیا، کے خلاف بکواس کرتے ہوئے لکھا کہ: ''یہ سب شرابی، زانی، منشیات کے اسمگلر، مرتشی، بدعنوان، غاصب، جابر، متشدد المزاج، لاف زن، شیخی خورے، سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتوں سے عاری، آزادانہ جنسی تعلقات کے عادی، بدکردار، بڑی بے شرمی اور بے حیائی سے شادیاں رچا کر پھر ان عورتوں کو بازار حسن کی زینت بنا دینے والے، پرمٹ، لائسنس اور ویزا فروش، بحری قزاق، مجرمانہ ذہنیتوں کے حامل، رسہ گیر، قاتل اور قاتلوں کے پشت پناہ، قوم کی بیٹیوں پر برملا دست درازیاں کرنے والے، ناجائز درآمد و برآمد میں ملوث اور کسٹم ڈیوٹی میں ہیرا پھیری کے ذریعہ خزانہ عامرہ کو نقصان پہنچانے والے بھٹو دور کے وہ مفتیان دین وشرع متین ہیں جنہوں نے ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء میں بھٹو کے اقتدار کو دوام بخشنے کی غرض سے احمدیوں کو بزور سیاست دو اغراض کے لئے ''ناٹ مسلم'' قرار دیا تھا۔''

مزید بکواس کرتے ہوئے لکھا کہ: ''قومی اسمبلی کی ہیئت ترکیبی سراسر ناموزوں اور خلاف ضابطہ شرع متین تھی اور اس نے آئین میں متذکرہ ترمیم کرنے میں بے اعتدالی سے کام لیا۔ غرضیکہ ایک طرف ختم نبوت کا اہم ترین دینی مسئلہ اور دوسری طرف تعیش پسند چھوکرے، جن کی شکلیں دیکھ کر گھن آتی ہے۔ ان کے ہاتھوں میں یہ مسئلہ دے دینا ایسا ہی تھا، جیسے کسی بوڑھے بزرگ کی داڑھی شریر بچوں کے ہاتھ میں آجائے۔ نتیجہ معلوم! پھر اس داڑھی کا جو حشر ہو سکتا ہے، ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے۔''

(ماسٹر امیر عالم قادیانی کا مقالہ بعنوان جدید آئینی ترمیم، قادیانی جریدہ پندرہ روزہ لاہور، مورخہ ۲۵ر نومبر ۱۹۷۴ء)

بھٹو مرحوم نے جس آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانیت کے بڑھتے ہوئے ناسور کو روکا اور نوے سالہ تاریخی مسئلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آئینی طور پر حل کیا، اور وہ آئینی اقدام نہ صرف بروقت تھا بلکہ پاکستان کو پیش آمدہ خطرات سے بچانے کی ایک کوشش بھی۔ بھٹو مرحوم کے اس تاریخی فیصلہ پر قادیانی جریدہ طنز کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: ''کیسی عجیب بات ہے کہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء میں جب اس جماعت کو قومی اسمبلی نے غیر مسلم قرار دیا تو وزیراعظم بھٹو نے اپنے آپ کو ''محافظ ختم نبوت'' کے طور پر پیش کرتے ہوئے بڑے طمطراق سے یہ اعلان کیا تھا کہ انہوں نے اس جماعت کا نوے سالہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔ حالانکہ اس وقت جماعت کی عمر صرف ۸۴ سال تھی اور اس کے پانچ سال بعد ۱۹۷۹ء میں جب یہ جماعت واقعی نوے سال کی ہوئی تو جناب بھٹو کا اپنا مسئلہ حل ہو چکا تھا۔'' (پندرہ روزہ قادیانی جریدہ لاہور مورخہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۸۸ء، مضمون نگار ہدایت اللہ قادیانی)

اوراس کے برعکس چٹان کے بانی شورش کاشمیری، جنہوں نے مسٹر بھٹو کے خلاف ایک طولانی جنگ لڑی۔ جیل میں گئے، مگر جب بھٹو نے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی ترمیم کی تو انہوں نے تمام اختلافات سے بالاتر ہوکرانہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ حالانکہ ان کے رفقاء ان سے متفق نہ تھے، مگر آغا صاحب نے انہیں کہا کہ آج اگر مسٹر بھٹو کے اچھے کاموں کی حوصلہ افزائی نہ کی گئی تو وہ آئندہ کوئی اچھا کام نہیں کریں گے۔ تم اگر میرا ساتھ نہیں دینا چاہتے تو نہ دو، میں تنہا اس شخص کو مبارک باد پیش کروں گا جس نے ناموس رسالت ﷺ کی حرمت کو قائم رکھا۔ چنانچہ یہ کہنا کہ قادیانیوں کو کافر قرار دینا محض علماء کی بصیرت کی تنگی ہے، سراسر خلاف حقیقت ہے۔

بھٹو شہید کی قادیانیوں سے نفرت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ انہوں نے مفتی محمود سے کہا تھا کہ وہ آئینی ترمیم میں بدبخت مرزا غلام احمد قادیانی کا نام لکھوا کر آئین پاکستان کو پلید نہ کرائیں۔

(دردوالم،شہید ذوالفقار علی بھٹو اور قادیانی از احمد طاہر)

بھٹو صاحب کے دور میں پاسپورٹ فارم پر ایک عہد نامہ شامل کیا گیا تھا کہ: ”میں مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا دعویدار نبوت سمجھتا ہوں۔ اس کے ماننے والے کو کافر سمجھتا ہوں۔“ یہ حلف نامہ شائع ہوا تو قادیانیوں کے لئے بڑا مسئلہ پیدا ہوگیا۔ وہ اس پر دستخط کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ چنانچہ مارشل لاء دور میں فارم سے یہ حلف نامہ ختم کر دیا گیا۔ پاسپورٹ آفس میں ایک مہر بھی بنائی گئی تھی۔ انہیں ہدایت کر دی گئی کہ فارم پر یہ مہر بھی نہ لگائی جائے کیونکہ قادیانی یہ تو حلفاً کہہ سکتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین سمجھتا ہے۔ حلفاً یہ کہنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد جھوٹا دعویدار نبوت تھا۔

(ہفت روزہ چٹان ج ۳۹ ش ۱۱، مورخہ ۱۷؍ مارچ ۱۹۸۷ء)

یہ اعزاز بھٹو صاحب مرحوم سے کوئی نہیں چھین سکتا کہ وہ پاکستان میں غداران ختم نبوت کے دشمن اور ختم نبوت کے محافظ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمت فرمائے اور پیپلز پارٹی کو منکرین ختم نبوت جو بھٹو صاحب کے قاتل ہیں ان کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے مزید آئینی اقدام کی توفیق بخشے۔ جاری ہے!!!

حضور خاتم النبیین ﷺ کے مؤذنین

حضور اقدس ﷺ کے خصوصی مؤذنوں کی تعداد چار ہے:

۱......سیدنا حضرت بلال بن رباح ؓ۔ ۲......سیدنا حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ؓ۔

یہ دونوں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے مؤذن تھے۔

۳......سیدنا حضرت سعد بن عائذ ؓ۔ جو سعد قرظ کے لقب سے مشہور ہیں۔ یہ مسجد قبا کے مؤذن رہے۔

۴......حضرت ابومحذورہ ؓ۔ یہ مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں اذان پڑھا کرتے تھے۔ (زرقانی جلد۳)

قادیانی مربیوں کا دجل اور اس کا تحقیقی جواب

مولانا عبدالحکیم نعمانی

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ تھا کہ اس نے نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی اتنی کامل اتباع اور اطاعت کی ہے کہ اسے نبوت دے دی گئی، لیکن دوسری طرف سیرۃ النبی ﷺ سے اس کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ اس نے کہا: ''ہمارے پیغمبر اسلام کے ہاں ۱۲ لڑکیاں ہوئیں، آپ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہ ہوا۔''

(ملفوظات ج ۳، ص ۳۷۲)

مرزا کی یہ جہالت آج بھی ملفوظات میں موجود ہے، کچھ مربی کہتے ہیں کہ مرزا کا یہ بیان جس نے نوٹ کیا یہ اس کی غلطی ہے کیونکہ اس وقت بچوں کا شور بہت تھا اس لئے اس نے ٹھیک سے سنا نہیں اور ۱۲ لڑکیاں لکھ دیا، یہ عذر ہرگز قابل قبول نہیں، کیونکہ مرزا کا یہ بیان قادیانی اخبار ''الحکم مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۳ء'' میں شائع ہوا جس میں صاف طور پر ۱۲ ''لڑکیاں'' لکھا ہے۔ (دیکھیں اخبار الحکم ۱۷ جولائی ۱۹۰۳ء، ص ۱۶، کالم ۲)

اس کے بعد مرزا قادیانی تقریباً ۵ سال زندہ رہا لیکن اس نے کہیں نہیں کہا یا لکھا کہ یہ نقل کرنے والے نے غلطی سے لکھ دیا ہے۔ چلیں! اگر مرزا کے کسی مرید کا دھیان بھی اس غلطی کی طرف نہیں گیا تو مرزا کا وہ خدا ہی اسے اس غلطی پر متنبہ کر دیتا جس کے بارے میں مرزا نے کہا کہ: ''وہ مجھے ایک لمحے کے لئے بھی غلطی پر نہیں رہنے دیتا'' (نور الحق حصہ ۲، ص (ح) خزائن ج ۸، ص ۲۷۲)

پھر مرزا کے بیٹے مرزا محمود نے یہ بھی لکھا تھا کہ: ''خدا اپنے نبی کو وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا''

(آئینہ صداقت ص ۵۳، انوار العلوم ج ۶، ص ۱۲۳)

آج تک ملفوظات کے نئے ایڈیشن میں بھی ''بارہ لڑکیاں'' ہی لکھا ہے، اگر یہ نقل کرنے والے کی غلطی تھی تو اسے ٹھیک کیوں نہ کیا گیا؟ اسی طرح مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے بیٹوں کی تعداد کے بارے میں اپنے جاہل ہونے کا ثبوت یہ لکھ کر دیا کہ: ''تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ (۱۱) لڑکے پیدا ہوئے اور سب کے سب فوت ہو گئے۔'' (چشمہ معرفت ص ۲۸۶، خزائن ۲۳، ص ۲۹۹)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر پڑھی جائے تو عام قاری یہی سمجھتا ہے کہ مرزا نے جو بات لکھی ہے وہی صحیح اور تحقیقی بات ہے، جبکہ سیرت نبوی ﷺ کا ایک عام طالب علم بھی جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے گیارہ (۱۱) بیٹے ہونے کی بات ہرگز صحیح نہیں اور نہ ہی کسی نے یہ لکھا ہے، خود مرزا کے بیٹے اور سیرت المہدی کے مصنف مرزا بشیر احمد نے حضرت خدیجہؓ سے آپ کے بیٹوں کی تعداد تین یا چار لکھی ہے۔ (سیرۃ خاتم النبیین ص ۱۰۷)

اگر اس میں حضرت ماریہ قبطیہؓ سے پیدا ہونے والے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کو بھی شامل کیا جائے تو زیادہ سے زیادہ تعداد چار یا پانچ بنتی ہے، لیکن مرزائی مربی بجائے اس کے کہ مرزا کی اس بات کو اس کی غلطی تسلیم کرتے، الٹا اسے صحیح ثابت کرنے کے لئے ایک دور کی کوڑی لائے ہیں، وہ کوڑی یہ ہے کہ سیرت حلبیہ (جس کا اصل نام ''انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون'' ہے) کی عبارت سے دھوکہ دے کر گیارہ (۱۱) لڑکے ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ آیئے! اس کا جائزہ لیتے ہیں کہ ''سیرت حلبیہ'' میں کیا لکھا ہے؟ اس کے لئے ہم نے عربی کی اصل کتاب کی طرف رجوع کیا ہے۔ ہمارے سامنے ''سیرۃ حلبیہ'' طبع مصر ہے جو ۱۲۹۲ ہجری میں طبع ہوئی اس کی جلد تین کے صفحہ نمبر ۳۱۳ سے آنحضرت ﷺ کی اولاد کا بیان شروع ہوتا ہے۔ ہم اس کے اس حصے کا اردو ترجمہ کرتے ہیں جس میں آپ ﷺ کے بیٹوں کا ذکر ہے، ہم بریکٹ میں وضاحت بھی کرتے جائیں گے تاکہ مرزائی دھوکے کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن سے ہونے والے بیٹے لکھا ہے: ''بعثت سے پہلے آنحضرت ﷺ کے حضرت خدیجہؓ سے ایک بیٹے قاسم پیدا ہوئے۔ یہ آپ ﷺ کی سب سے پہلی اولاد ہیں اور انہی کی نسبت سے آپ ﷺ کی کنیت ''ابوالقاسم'' ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہ (قاسم) دو سال زندہ رہے، بعض کہتے ہیں کہ ڈیڑھ سال، بعض کہتے ہیں کہ چلنے کی عمر تک اور بعض کہتے ہیں کہ آپ سواری پر سوار ہونے کی عمر تک زندہ رہے، اور بعض کہتے ہیں کہ صرف سات دن زندہ رہے (بہرحال) یہ بعثت سے پہلے فوت ہونے والے آپ ﷺ کی سب سے پہلی اولاد تھے اور بعثت کے بعد آپ ﷺ کے ایک بیٹے عبداللہ پیدا ہوئے جنہیں طیب وطاہر'' بھی کہا جاتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ طیب وطاہر ان عبداللہ کے علاوہ ہیں یہ دونوں بعثت سے پہلے ایک ہی پیٹ سے (یعنی جڑواں) پیدا ہوئے تھے، اور بعض نے یہ کہا ہے کہ بعثت سے پہلے جو ایک ہی پیٹ سے پیدا ہوئے تھے وہ (طیب وطاہر نہیں) بلکہ طاہر ومطہر تھے (یعنی یہ چار نہیں ہوئے بلکہ یہ لکھا ہے کہ یا ان دونوں کا نام طیب وطاہر تھا یا طاہر ومطہر تھا، مرزائی مربی ان کو چار بنا کر پیش کرتے ہیں) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعثت سے پہلے آپ کے دو بیٹے طیب ومطیب بھی ہوئے تھے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعثت سے پہلے آپ کے ایک بیٹے عبد مناف ہوئے تھے۔ یہ تمام بعثت سے پہلے دودھ پینے کی عمر میں فوت ہو گئے تھے، اور بعثت کے بعد آپ کے جو بیٹے عبداللہ پیدا ہوئے تھے (جن کا ذکر پہلے گذرا) وہ حضرت خدیجہؓ سے آپ کی آخری اولاد تھے۔ (سیرۃ حلبیہ ج۳، ص۳۱۳، ۳۱۴)

خلاصہ: حضرت خدیجہؓ سے ہونے والے بیٹوں کا خلاصہ سیرت حلبیہ کے مطابق یوں ہوا:

۱......قاسم۔ ۲......عبداللہ (انہیں طیب وطاہر بھی کہا جاتا ہے)۔ ۳، ۴......طیب اور طاہر (بعض کے نزدیک یہ الگ ہیں اور جڑواں پیدا ہوئے، بعض نے کہا ہے کہ جو جڑواں پیدا ہوئے وہ طیب وطاہر نہیں تھے بلکہ انکا نام

طاہر ومطہر تھا، یہ نہیں لکھا کہ طیب وطاہر بھی پیدا ہوئے اور طاہر ومطہر بھی پیدا ہوئے۔ مرزائی مربیوں نے ان کو چار شمار کیا ہے جبکہ یہاں لکھا ہے یہ یا طاہر ومطہر تھے یا طیب وطاہر)۔۵،۶......طیب اور مطیب (بعض کا قول ہے جو کہ ثابت نہیں)۔۷......عبد مناف (بعض کا قول ہے جو ثابت نہیں)۔

اس طرح اگر بالفرض ان تمام اقوال کو ثابت اور صحیح بھی مان لیا جائے تو حضرت خدیجہؓ سے ہونے والے بیٹے ان تمام غیر ثابت شدہ اقوال کے مطابق بھی صرف سات بنتے ہیں نہ کہ نو۔اب آیئے! آگے چلتے ہیں۔

حضرت ماریہ قبطیہؓ سے ہونے والے بیٹے

ہجرت کے آٹھویں سال حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم پیدا ہوئے۔

(سیرت حلبیہ، ج۳، ص۴۱۵)

اس کے بعد سیرت حلبیہ میں آپ ﷺ کی اولاد کے باب میں اور کسی اولاد کا ذکر نہیں، بلکہ اس کے بعد آپ کی ازواج مطہرات کا باب شروع ہوتا ہے اور اس میں حضرت عائشہؓ کا ذکر آتا ہے تو اس میں ہمیں یہ بات ملتی ہے کہ:''آپ ﷺ نے پھر (حضرت خدیجہ اور حضرت سودہؓ کے بعد) حضرت عائشہؓ کے ساتھ نکاح فرمایا، حضرت عائشہؓ کو''ام عبداللہ'' کہا جاتا ہے اس کی وجہ (یہ نہیں کہ آپ کا کوئی بیٹا عبداللہ تھا) بلکہ آپ کی بہن اسماء بنت ابی بکر کے بیٹے کا نام عبداللہ تھا (یعنی عبداللہ بن زبیرؓ) ان عبداللہ کی وجہ سے حضرت عائشہؓ کو''ام عبداللہ'' کہا جاتا ہے اور یہ آپ ﷺ کی اجازت سے کہا جاتا تھا، آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا تھا کہ''وہ عبداللہ ہیں (عبداللہ بن زبیر) اور تم ام عبداللہ ہو'' اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو حضرت عائشہؓ نے پالا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عائشہؓ کو آنحضرت ﷺ سے حمل ہوا تھا جو پیدا ہونے سے پہلے ہی ساقط ہوگیا تھا اور اس بچے کا نام عبداللہ رکھا گیا تھا، لیکن حافظ دمیاطی نے کہا ہے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں جیسا کہ پہلے گذرا۔'' (سیرت حلبیہ ج۳، ص۴۲۰)

لہٰذا حضرت عائشہؓ کے کسی''عبداللہ'' نامی بیٹے والی بات خود مصنف سیرت حلبیہ نے حافظ دمیاطی کے حوالے سے غلط لکھ دی۔ مرزائی کوڑی کسی کام کی نہیں، جیسا کہ ہم نے شروع میں عرض کیا، صحیح اور تحقیقی بات جس پر تمام سیرت نگاروں کا اتفاق ہے اور مرزا کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے بھی یہی لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بیٹوں کی کل تعداد چار یا پانچ سے زیادہ ثابت نہیں، لیکن اگر ہم سیرت حلبیہ میں مذکور مختلف اقوال کا ترجمہ بھی کرلیں تو کل تعداد آٹھ سے زیادہ نہیں جاتی۔ سات بیٹے حضرت خدیجہؓ کے بطن سے اور ایک حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بیٹے ابراہیم۔ حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب''عبداللہ'' کو بھی شامل کرلیں (اگر چہ خود اسی جگہ لکھا ہے یہ ثابت نہیں) تو بھی کل تعداد ۹ بنتی ہے نہ کہ گیارہ (۱۱) پھر نہ جانے کیوں مرزائی مربی دھوکہ دے کر مرزا قادیانی کی اس جہالت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں؟؟

جناب کرم بخش اعوان کا قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر خطاب

ادارہ!

۳؍ستمبر۱۹۷۴ء کو قادیانی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے قومی اسمبلی پاکستان میں جناب کرم بخش اعوان نے جو خطاب کیا تھا اس کا اردو ترجمہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، اما بعد!

جناب والا! مرزا ناصر احمد امام مرزائی امت ربوہ کی طرف سے دیئے گئے محضرنامہ کو میں نے غور سے پڑھا ہے اور انہوں نے دس دن کی جرح کے دوران جو لغوی معنے اور جو تاویلیں کی ہیں وہ بھی بڑے غور سے سنی ہیں۔ اسی طرح لاہوری پارٹی کا وضاحتی بیان بھی پڑھا اور ان کے بھی لغوی معنی اور تاویلیں اچھی طرح سے سنی ہیں۔ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں ان کا مقصد یہ ہے کہ مرزائیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھا جائے اور جس طرح وہ نوے (۹۰) سال سے مسلمان قوم کا شکار کر رہے ہیں اسی طرح اسلام کے نام پر اپیلیں کرتے رہیں اور قرآن وحدیث کا اسلحہ استعمال کر کے مسلمانوں کو تہ تیغ کرتے رہیں۔ یہ ایک سیاسی تنظیم ہے اور انگریزوں کی پیداوار ہے۔ انگریزوں کو یہ پودا لگانے کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی؟ یہ ولیم ہنٹر کی کتاب ''دی انڈین مسلمان'' پڑھی جائے تو اس سے سمجھ پڑتی ہے کہ انگریز کو یہ پودا لگانے کی کیوں ضرورت پیش آئی اور اس وقت کیا تکلیف تھی۔ یہ کتاب ۱۸۷۱ء میں لکھی گئی تھی۔

حضرت سید احمد بریلویؒ نے جنہوں نے مغلیہ خاندان کے زوال کے بعد تحریک چلا رکھی تھی، وہ تحریک تو کمزور ہوگئی تھی۔ لیکن اب تک اس کے آثار باقی تھے۔ ان مجاہدین نے انگریزوں کے ساتھ ۱۸۶۳ء میں اور ۱۸۶۸ء میں جنگیں لڑیں۔ جن میں ہزاروں انگریز مارے گئے اور ۱۸۵۷ء کے غدر کا بھی مسلمانوں کو ہی ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ یہ کتاب دراصل ایک رپورٹ تھی جس میں مسلمانوں کے خلاف کی گئی بغاوت کے مقدمات اور مسلمانوں کے جہادی جنگوں کا تذکرہ اس میں درج ہے۔ ہنٹر کو یہ فکر تھی کہ گو یہ تحریک دب گئی ہے۔ لیکن آزادی کے مجاہدین کسی وقت بھی جہاد کا نعرہ لگا کر پھر جنگ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ہندوستان کو دارالحرب سمجھا ہوا ہے۔ جب تک اس کا کوئی تدارک نہ کیا جائے کہ مسلمانوں کو جہاد سے ہٹا دیا جائے۔ تب تک ہمیں آرام نصیب نہیں ہوسکتا۔ مسلمان قوم کو قرآن یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ کسی کی غلام نہیں رہ سکتی۔ اس لئے کوئی ایسا تدارک ضرور ہو جائے کہ مسلمانوں کو جہاد سے ہٹا دیا جائے۔ انہیں ایام میں مرزا غلام احمد نے دو باتوں کا اعلان کر دیا۔

۱...... جہاد کو منسوخ کر دو۔

۲...... اولی الامر کی اتباع کا اعلان کر دیا۔ (یعنی انگریزوں کی تابعداری کی جائے)

اس میں ’’منکم‘‘ کی شرط ہٹا دی۔ لیکن قرآن کریم میں جو حکم ہے وہ یہ ہے:

’’فاقتلوهم حتیٰ لا تکون فتنة ویکون الدین لله فان نتهوا فلا عدوان الا علی الظلمین (البقرة:۱۹۳)‘‘ ﴿تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لئے ہو جائے۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو سمجھ لو کہ ظالموں کے سوا اور کسی پر دست درازی روا نہیں۔﴾

دوسری آیت سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ’’ان الله اشتری من المؤمنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة یقاتلون فی سبیل الله فیقتلون ویقتلون وعدا علیه حقاً فی التوراة والانجیل والقرآن ومن اوفیٰ بعهده من الله فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم به وذلک هوا الفوز العظیم (التوبة:۱۱۱)‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے نفس اور مال خرید لئے ہیں۔ (یعنی سودا کر لیا ہے) بعوض جنت کے، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، مارتے ہیں اور مرتے ہیں۔ یہ اللہ کا عہد ایک پختہ عہد ہے۔ تورات میں، انجیل میں، قرآن میں اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر عہد کا پورا کرنے والا ہے۔ خوشیاں مناؤ اس سودے پر جو آپ نے اللہ سے چکا لیا ہے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔﴾

یعنی قرآن کریم کی رو سے جس طرح ہم پر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ فرض ہے اسی طرح جہاد بھی فرض ہے اور جہاد کے متعلق منسوخی کا حکم لگا کر انہوں نے گمراہی کا ارتکاب کیا ہے۔

’’یایها الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم. فان تنازعتم فی شیٔ فردوه الی الله والرسول ان کنتم تؤمنون بالله والیوم الاخر. ذالک خیر واحسن تاویلا‘‘ ﴿اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر۔﴾

’’منکم‘‘ کی شرط ہے۔ ان کا اتباع کرو جو تم میں سے ہیں۔ یعنی جو مسلمان ہیں ان کا اتباع کرو۔ یہ نہیں کہ کوئی سکھ ہو، کوئی انگریز ہو، کوئی یہودی ہو یا کوئی بھی ہو تو اس کا اتباع کرو۔ یہ اس میں حکم نہیں ہے۔ اس میں یہ ہے کہ ان کا اتباع کرو جو تم میں سے ہیں۔ تو اس طرح قرآن کریم میں اور بھی کئی جگہ مرزا غلام احمد نے تنسیخ اور ترمیم کی ہے اور ترجمہ کرتے ہوئے تحریف کی گئی ہے جو یہاں جرح میں ان سے پوچھا گیا۔

جھوٹے گواہ

تو جناب والا! میں آپ کی توجہ صرف اس امر کی طرف دلاتا ہوں کہ چونکہ یہ ہم نے رپورٹ پیش کرنی ہے۔ ان گواہوں کا جو طریقہ اور جو طرز تھا وہ اراکین اسمبلی نے اچھی طرح سے ملاحظہ کیا ہے کہ وہ جھوٹے گواہ کی طرح کس طرح سے تاویلیں کیا کرتے تھے۔ لہٰذا میں نے پہلے بھی جو بیان دیا ہے اس کے اوپر میرے دستخط ہیں۔ اس لئے میں اپنی تقریر کو زیادہ لمبا نہیں کرنا چاہتا۔ یہ دو تین حوالے اس کی سپورٹ میں میں نے پیش کر دیئے ہیں۔

۱...... لہٰذا یہ گمراہ ہیں ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲...... کلیدی آسامیوں سے انہیں فوراً ہٹا دیا جائے ورنہ نقصان ہوگا، اور

۳...... ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔ جیسے انہوں نے اپنی ریاستیں بنائی ہوئی ہیں۔ وہ حق ان کو استعمال نہ کرنے دیا جائے۔ شکریہ! (قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ: ص۲۵۴۶ تا ۲۵۴۹)

شاہ روم سے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا مکالمہ

شاہ روم نے ایک بار امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اپنا ایک نمائندہ بھیجیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ آپ نے شاہ روم کے دربار میں پہنچ کر سب سے پہلے فرمایا: ”اللہ کا شکر ہے کہ میں یہودی، نصرانی یا مجوسی نہیں، بلکہ خالص مسلمان ہوں۔“

شاہ روم نے چند تصویریں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھیں اور ان کے بارے میں استفسار کیا کہ: آپ انہیں پہچانتے ہیں؟ آپ نے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تصاویر دیکھیں اور انہیں پہچان لیا۔ پھر ان میں سے ایک تصویر کو دیکھ کر رونے لگے۔ شاہ روم نے پوچھا کہ یہ کس کی تصویر ہے؟ آپ نے فرمایا: ”میرے نانا حضرت محمد ﷺ کی تصویر ہے۔“

اس کے بعد شاہ روم نے پوچھا: ایسے کون سے جاندار ہیں جو کسی ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دنبہ، حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اژدھا، وہ کوا جس نے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کو اپنے بھائی ہابیل کی لاش دفن کرنے کا طریقہ بتایا اور ابلیس۔ شاہ روم آپ کے علمی مقام و مرتبہ اور آپ کی حاضر جوابی سے بہت متاثر ہوا۔ اور آپ کو بہت زیادہ تحائف دے کر آپ کو بنفس نفیس اعزاز و اکرام کے ساتھ روانہ کیا۔ (ریحانۃ النبی ﷺ ص۱۸۶)

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ...... تبصرہ نگار: مولانا اللہ وسایا

تذکرہ مشائخ دیوبند: مصنف: مولانا مفتی عزیزالرحمٰن بجنوری: اضافہ: حضرت حافظ محمد اسحٰق ملتانی: صفحات: ۶۸۸ (فتاویٰ سائز): قیمت: درج نہیں: ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

حضرت مولانا مفتی عزیزالرحمٰن بجنوری ؒ نے نصف صدی دیوبند کے مشائخ پر کتاب لکھی۔ ''تذکرہ مشائخ دیوبند'' جس کا نام تھا۔ یہ کتاب دو دفعہ چھپی۔ باردوم ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی۔ مصنف مرحوم نے اپنے دور تک مشائخ دیوبند کا تذکرہ کیا۔ یہ کتاب اب نایاب تھی اور مصنف مرحوم کے بعد جن حضرات مشائخ کا تذکرہ ضروری تھا وہ حضرت حافظ محمد اسحٰق صاحب ملتانی نے شامل کر کے کتاب کو جامع وکمل کر دیا۔ یوں یہ کتاب مشائخ دیوبند کی ۳۰۰ سالہ تاریخ تصوف کا ''تذکرہ مشائخ دیوبند'' کے نام پر انسائیکلوپیڈیا تیار ہو گیا ہے۔ جہاں یہ ضخیم جامع اور دلچسپ کتاب ہے، وہاں اپنے مشائخ کا ایمان پرور جامع تذکرہ بھی ہے۔

شراب کا عذاب: مصنف: مولانا محمد ریاض انور گجراتی: صفحات: ۲۴۰: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: اسلامی کتاب گھر نزد جامعہ نصرۃ العلوم فاروق گنج گوجرانوالہ۔

مصنف فاضل عالم دین اور بزرگ رہنما ہیں۔ جامعہ نصرۃ العلوم میں مدرس ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ اللہ رب العزت مصنف مدظلہ کی محنت کو قبول فرمائیں اور مسلمانوں کو ام الخبائث سے محفوظ فرمائیں۔ آمین!

اولیائے حرمین: مرتب: مولانا حافظ محمد اسحٰق ملتانی: صفحات: ۵۹۲ (فتاویٰ سائز): قیمت: درج نہیں: ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

برصغیر پاک وہند کے دو سو سے زائد حضرات وعلماء مشائخ جن کو حرمین شریفین، مدینہ طیبہ یا مکہ مکرمہ میں وصال کے بعد مدفون ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان خوش نصیب علماء مشائخ کے مقدر کو دیکھیں کہ کل قیامت کو رحمت عالم ﷺ کے ساتھ اٹھنے والے خوش نصیبوں کے ساتھ اٹھیں گے۔ اللہ تعالیٰ مرتب کو جزائے خیر دیں کہ اس کتاب میں ان کے حالات جمع فرما دیئے۔ کتاب معلومات افزاء، ایمان پرور اور تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔

تجلیات شمسیہ: مواعظ: مولانا شمس الہادی: صفحات: ۷۶۳: قیمت: درج نہیں: ناشر: خانقاہ شمسیہ شاہ منصور ضلع صوابی خیبر پختونخواہ۔

حضرت مولانا عبدالہادی ؒ نامور مشائخ میں سے تھے۔ آپ کا جامعہ اور خانقاہ مرجع خلائق ہے۔ حضرت مولانا مفتی رضاء الحق اور حضرت مولانا شیخ اعزاز الحق دامت برکاتہم مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنے مربی ومحسن اور اس علاقہ میں اس کار خیر کے بانی کے مواعظ حسنہ کو اس کتاب میں جمع کر کے خیر کے ایک کام کی تکمیل فرمادی ہے۔

انوار حق: حصہ اوّل: صفحات: ۳۰۴: حصہ دوم: صفحات: ۳۳۶: حصہ سوم: صفحات: ۳۴۵: حصہ چہارم: صفحات: ۳۶۸: قیمت: درج نہیں: ناشر: القاسم اکیڈمی خالق آباد نوشہرہ۔

یہ چاروں حصے دو شاندار جلدوں میں یکجا شائع ہوئے ہیں۔ یہ کتاب ہمارے مخدوم اور مخدوم زادہ حضرت مولانا انوار الحق حقانی مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ومرکزی نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے خطبات پر مشتمل ہے۔ بیسیوں عنوانات پر جامع علمی مواد پر مشتمل یہ خطبات القاسم اکیڈمی خالق آباد نوشہرہ خیبر پختونخواہ نے شائع کئے ہیں۔ یہ کتاب خطبات کی دنیا میں ایک خوشگوار علمی اضافہ ہے۔ حافظ سلمان الحق صاحب حقانی اس کتاب کے جامع ہیں۔ ان کی سرپرستی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی نے فرمائی ہے۔ اس کتاب کی اشاعت پر ہم انہیں نیازمندانہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اہل علم بھرپور توجہ فرمائیں گے۔

مجموعہ تحقیقی مضامین: مصنف: مولانا عبدالحمید تونسوی: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: مرکز رحماء بینہم جامع مسجد صدیقیہ تنظیم اہل سنت ابدالی روڈ ملتان۔

حضرت مولانا عبدالحمید تونسوی کو اللہ تعالیٰ نے تقریر کے ساتھ تحریر کا بھی ذوق دیا ہے۔ ملک عزیز کے متعدد رسائل میں آپ کے رشحات قلم قارئین کے ذوق کے تسکین کا باعث بنتے رہتے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ آپ عوام وخواص اہل سنت کی عقائد کے حوالہ سے خدمت کرتے ہیں۔ اس کتاب میں آپ کے چوالیس مضامین کو جمع کردیا گیا تو بہت عمدہ اور خوبصورت مجموعہ پر مشتمل پونے سات سو صفحات کی یہ کتاب بن گئی ہے۔ جو ظاہری ومعنوی خوبیوں کا گلدستہ قرار دی جاسکتی ہے۔ جن عنوانات پر قلم اٹھایا گیا ہے۔ بامقصد گفتگو اور حوالہ جات سے اسے خوبصورت رقعہ بنادیا ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ مصنف کے قلم وزبان سے اپنی مخلوق کو زیادہ سے زیادہ نفع رسانی کے اسباب پیدا فرمادیں۔ اہل علم مولانا کی اس کاوش سے ضرور نفع حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔ آمین!

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

ختم نبوت کورس پتوکی

عالمی مجلس کے زیر اہتمام جامعہ مسجد رحمتہ للعالمین فاروق اعظم ٹاؤن پتوکی ضلع قصور میں ۹، ۱۰ مارچ بروز ہفتہ اتوار کو کورس منعقد ہوا۔ جس میں تلاوت قاری جان محمد اور صدارت استاذ القراء قاری محمد ابراہیم مفید نے کی۔ حافظ شاہ، رانا محمد عرفان اور مولانا محمود الحسن لاہور نے ہدیہ نعت پیش کئے۔ مولانا خالد زبیر خانکے موڑ، شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد اشفاق، قاری نور محمد شاکر، مولانا عبدالرزاق مجاہد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اسباق پڑھائے۔ مولانا عبدالرحیم ہارونی خطیب امام مسجد نے نقابت کی۔ پیر مسعود قادری نے خوب محنت کی۔ کورس سے قبل ۸ مارچ بروز جمعۃ المبارک کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا مدرسہ تعلیم القرآن قصبہ جبوکہ میں جمعہ کا بیان ہوا۔ بعدازاں عربیہ اسلامیہ سکول پتوکی ضلع قصور ساڑھے آٹھ بجے اسمبلی میں بھی بیان ہوا۔

ختم نبوت کانفرنس کرک

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۹ مارچ ۲۰۱۹ء بروز منگل کو تنگوڑی سرچوک کرک میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا دورانیہ دوپہر ایک بجے تا عصر تھا۔ کانفرنس کی صدارت مولانا محمود الرحمن حقانی نے، جبکہ سرپرستی مولانا حافظ ابن امین نے فرمائی۔ کانفرنس کا آغاز قاری غلام فرید شاکر کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ ہدیہ نعت پیش کرنے کی سعادت قاری واصف رحیمی نے حاصل کی۔ بعدازاں مولانا محمد عابد کمال، مولانا محمد زکریا ٹیکسلا، مولانا محمد رضوان عزیز اور مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کے بیانات ہوئے۔ مقررین نے کہا کہ موجودہ حکومت میں قادیانیوں کی سرگرمیاں زیادہ ہوئی ہیں، حکومت وقت آئین وقانون کی روشنی میں خود اس کا نوٹس لے اور پاکستان کی نظریاتی شناخت ''اسلام'' کی حفاظت کے لئے اقدامات کرے۔ مزید مقررین نے کہا کہ حکومت شراب کے فروخت کے لائسنس ختم کرے اور سرائیل کو تسلیم کرنے کی خواہشات کا سدباب کرے۔ اس موقع پر مولانا میر زقیم خان، مولانا صاحب نور، مولانا عبدالرحمن، مولانا عبدالحمید، مولانا پروفیسر علی عثمان، شیخ الحدیث مولانا سیف اللہ، مولانا سکندر یار، مولانا عبدالرحیم سمیت علاقہ بھر کے علماء کرام اور عوام الناس نے جوق در جوق شرکت کی۔ کانفرنس کا اختتام مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی کی دعا سے ہوا۔

تحفظ ختم نبوت کنونشن لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مرکز ختم نبوت جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور میں ۲۹ جون ۲۰۱۹ء کو تحفظ ختم نبوت علماء کنونشن منعقد ہوا۔ کنونشن کی صدارت امیر مجلس ضلع لاہور شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد حسن نے فرمائی۔ کنونشن کا مقصد ۲۱ ستمبر ۲۰۱۹ء کو وحدت روڈ کرکٹ گراؤنڈ لاہور میں منعقد ہونے والی تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس کے سلسلہ میں تیاری کی مہم کا آغاز کرنا تھا۔ کنونشن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا، جمعیۃ علماء اسلام کے شیخ الحدیث مولانا محب النبی، مولانا محمد امجد خان، جامعہ مدنیہ رائے ونڈ کے مہتمم مولانا سید محمود میاں، جامعہ اشرفیہ لاہور کے مولانا محمد یوسف خان، مولانا مفتی شیر محمد علوی، خطیب بادشاہی مسجد مولانا سید عبدالخبیر آزاد، وفاق المدارس کے مولانا مفتی عزیز الرحمٰن، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن، مولانا مفتی شاہد عبید، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا اسد اللہ فاروق، مولانا عبدالنعیم، ڈاکٹر عبدالواحد قریشی، میاں رضوان نفیس، قاری ظہور الحق، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولا عبدالشکور حقانی، مولانا خالد محمود، مولانا قاری عبدالعزیز، مولانا قاضی عبدالودود، مولانا زبیر جمیل، حکیم راشد عمران، حکیم حافظ محمد ندیم، مولانا عمر اعوان سمیت دیگر کثیر تعداد میں علماء نے شرکت کی۔ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین کا اساسی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے امت مسلمہ نے ہمیشہ اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کیا ہے۔ ۲۱ ستمبر کو وحدت روڈ کرکٹ گراؤنڈ لاہور میں تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس ہوگی جس کی تیاری ابھی سے شروع کرنی ہوگی۔ ختم نبوت کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے ہر جماعت اپنا بنیادی کردار ادا کرے۔

مسافران آخرت

۱۴ جون ۲۰۱۹ء بروز جمعۃ المبارک کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مریدوالا کے ذمہ دار جامعہ عثمانیہ مریدوالا کے منتظم قاری ذوالفقار علی صاحب کے سسر حاجی محمد رمضان صاحب چک نمبر ۱۵۷-گ۔ب میں انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

۱۶ جون بروز اتوار کو ٹوبہ کے معروف عالم دین مولانا لطف اللہ لدھیانوی کے چھوٹے بھائی عتیق اللہ لدھیانوی انتقال فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون!

مرحومین انتہائی نیک سیرت، مشفق، مہمان نواز، دینی وابستگی اور دین کا درد رکھنے والے انسان تھے اللہ پاک درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل، اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ کی طرف سے ضلع ٹوبہ کے تمام مدارس میں قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا اہتمام کرایا گیا۔ قارئین لولاک سے بھی دعاؤں کی درخواست ہے۔

21 ستمبر ختم نبوت کانفرنس کرکٹ گراؤنڈ وحدت روڈ لاہور کی تیاری کے سلسلے میں اجلاس اور کنونشنز

ختم نبوت کانفرنس 21 ستمبر کرکٹ گراؤنڈ وحدت روڈ لاہور کی تیاری کے سلسلے میں اجلاس اور کنونشن جاری ہیں اسی سلسلے میں پہلا اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رابطہ کمیٹی کنٹونمنٹ بورڈ کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت کنونشن جامع مسجد ربانی نشاط کالونی لاہور میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان لاہور ڈویژن کے مسئول مولانا مفتی عزیز الرحمٰن کی صدارت میں منعقد ہوا۔ کنونشن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، جنرل سیکرٹری لاہور مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا حسام الدین، مولانا اشرف علی خان، ضلعی مبلغ مولانا عبدالنعیم، حافظ طارق شاہ، قاری عبدالعزیز، مولانا قاضی شمس الحق، حافظ عادل شہزاد، قاری عبدالرحمٰن، مولانا تنویر محمدی، قاری غلام رسول، قاری ناز فرید، مولانا محمد طیب سمیت کئی علماء، کارکنان اور عوام نے شرکت کی۔ دوسرا اجلاس جامع مسجد عزیز رشید گلشن راوی میں ہوا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری جمیل الرحمٰن اختر مولانا عبدالنعیم، پیر رضوان نفیس، مولانا عبدالعزیز، مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا مشہود احمد، قاری سعید الرحمٰن نے شرکت کی۔ تیسرا اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جوہر ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام جامع مسجد بلال، مدرسہ اصحاب صفہ کن فلاور سوسائٹی جوہر ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوا جلاس کی صدارت مفتی محمد ساجد لاہوری نے کی۔ تلاوت قاری نصیب الرحمٰن مولانا عبدالنعیم مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور اور مولانا عبدالعزیز، مدیر مدرسہ مفتی محمد ساجد لاہوری قاری حیان قاری صادق قاری بشیر احمد عرفان احمد مولانا عدنان مولانا وقاص قاری جان محمد عادل قاری نصیب الرحمٰن زاہد ریاض اور مقامی حضرات نے شرکت کی۔ چوتھا اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رسول پارک کے زیر اہتمام مدرسہ اصحاب صفہ رسول پارک لاہور میں مولانا عبدالحفیظ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مولانا عبدالنعیم، مولانا عبدالعزیز، مدیر مدرسہ ہذا مولانا مفتی محمد اجد لاہوری، مفتی عبداللہ، مفتی خرم شہزاد، مولانا سید طالب حسین، مولانا نصیر عباسی محمد شاہد ریاض، ابرار احمد، ظفر اقبال، زاہد ریاض و دیگر مقامی حضرات نے شرکت کی۔ ان تمام اجلاسوں میں 21 ستمبر ختم نبوت کانفرنس کرکٹ گراؤنڈ وحدت روڈ لاہور کی تیاری کا عہد کیا گیا اور کانفرنس کی کامیابی کے لیے بھرپور تیاری کا ارادہ کیا گیا۔ اللہ ہم سب کو پاک عقیدہ ختم نبوت کی پاسداری اور حفاظت کی توفیق عطاء فرمائے آمین۔

رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	رعایتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنی	350
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	200
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	200
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1000
5	فتاویٰ ختم نبوت (تین جلدیں)	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1000
6	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
7	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 2	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
8	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 3	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
9	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 4	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
10	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 5	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
11	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 6	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
12	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 7	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
13	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 8	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
14	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	700
15	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
16	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	500
17	گلستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	150
18	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
19	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
20	تذکرہ حکیم العصرؒ (مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
21	لولاک کا خواجہ خواجگان نمبر	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان	300
22	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	100
23	مشاہیر کے خطبات ختم نبوت	جناب صلاح الدین بی، اے ٹیکسلا	100
24	قادیانی تفاسیر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمد عمران	200
25	خطبات شاہین ختم نبوت	مولانا محمد بلال	150
26	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	150
27	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت)	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	150
28	تذکرہ شہید اسلام سوانح حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	150

نوٹ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطہ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔

ملنے کا پتہ:..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

اسلام زندہ باد

فرما گئے یہ ہادیؐ لا نبی بعدی

ختمِ نبوّۃ کانفرنس

ان شاء اللہ

عظیم الشان

فقید المثال

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

بمقام

کرکٹ گراؤنڈ وحدت روڈ لاہور

21 ستمبر 2019

بروز ہفتہ

بعد نماز مغرب

استاذ المحدثین

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ولی ابن ولی

حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ملک کے جید علماء، مشائخ عظام اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور

0423-5441166
0300-4304277
0300-4981840